خواصِ و ترجمہ قصیدہِ بردہ شریف



مفسّرِ اعظم پاکستان، شیخ الحدیث والقرآن، پیرِ طریقت، فیضِ ملّت

مفتی محمد فیض احمد اُویسی رضوی علیہ الرحمہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

خواص و ترجمہ
قصیدہ بردہ شریف

از

فیضِ ملت، آفتابِ اہلسنت، مُفسرِ اعظم پاکستان، رئیس المصنفین

حضرت علامہ الحافظ مفتی محمد فیض احمد اُویسی رضوی نور اللہ مرقدہٗ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

انتساب بنام

سلطان السالکین حضرت الحاج خواجہ پیر طریقت

خواجہ محمد سلطان بالادین اُویسی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) شاہ پور شریف

جن کی شفقتوں اور محبتوں سے فقیر بہاولپور جیسی سنگلاخ زمین پر گلستانِ غوثیہ و بوستانِ اُویسیہ کو پُر بہار بنانے میں کامیاب ہوا۔ الحمد للّٰہ علیٰ ذلك

وصلی اللّٰہ علیٰ حبیبه الکریم الامین وعلیٰ الٖه واصحابٖه واولیاء امتٖه وعلماء ملتٖه اجمعین

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہ

بہاولپور پاکستان

۲۸ ربیع الآخر ۱۴۱۵ھ چہار شنبہ

اجازت نامہ

ازحضرت سلطان السالکین،منبع رشدوہدایت

خواجہ محمد سلطان بالادین اُویسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ نِالنَّبِيِّ الْاُمِّيِّ
وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

نوٹ :۔فقیراُویسی غفرلہٗ کی اِستدعاپرآپ نے اپنے خادمِ خاص مولوی محمد بخش اُویسی (مرحوم) سےلکھواکرفقیرکو یہ اجازت نامہ عطافرمایا۔

اجازت نامہ

از

مفتئ اعظم ہند،حضرت علامہ الحاج سیدنا **مفتی محمد مصطفی رضا**

بن

سیدنا **امام احمد رضا محدث** بریلوی قدس سرہما

یہ اجازت (نامہ) بتوسط حضرت مولانا محمدحسن علی میلسی مدظلہ بریلی شریف سےفقیرکوعطافرمایا۔شجرہ شریف مع سند قلمی فقیر کے پاس محفوظ ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْم

الحمد للّٰہ العلی الاعلیٰ و کفی و الصلوٰۃ الا بصی و السلام الا سنی الاوفی علٰی عبادہ الذین اصطفی خصوصاً علٰی حبیبہٖ سیدنا محمدنِ المصطفیٰ نبیہ المجتبیٰ رسولہٖ

المرتضٰی وعلٰی اٰلہٖ وصحبہٖ اولی الصدق و الصفا لاسیما الاربعة الخلفاء وعلیٰ جمیع التابعین وجمیع ائمة الدین والاولیاء العرفاء لاسیما الا مام الاعظم والھمام الافخم ابی حنیفة کاشف الخمة ، امام ائمة الشریعة الغراء ،والغوث الاعظم ، الغیاث الاکرم ، سیدنا الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضوان اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ جمیع الصلحاء ، اھالی الوفاء ثم علینا الی یوم الجزاء ۔ اما بعد فقد التمس منی عزیزی مولینا المولوی ابوالصالح محمد فیض احمد الاویسی القادری الرضوی مھتمم المدرسة الجامعة الاویسیة الرضویة ببھاولبور اجازة السلسلة العلیة العالیة القادریہ البرکاتیة الرضویة المبارکة واجازة الاوفاق والاعمال والاذکار والاشغال فاجزتہ علیٰ برکة اللّٰہ تعالیٰ ذی الجلال ثم علی برکة رسولہ الاعلیٰ صاحب الجمال جل جلالہ وعم نوالہ علیہ الصلوٰة والتحیة والثناء کما اجازنی شیخی وسندی وکنزی وزحزی لیومی وغدی حضرة نورالعارفین قدوة الواصلین خاتم الکبراء مولینا الشاہ ابوالحسین احمد نوری میاں وشیخ الاسلام والمسلمین راس المحققین مجددالملة والدین امام اھل السنة قامع ۔۔۔۔۔سیدی وسندی جناب الوالد الماجد الشیخ مولانا الشاہ اعلیحضرت احمد رضا خان رضی اللّٰہ تعالیٰ عنھما ومطر شباب الرحمة والرضوان علیھا واوصیتیہ بحمایة السنن سنیہ ونکایة الفتن الدنیة واکتساب الحسنات و اجتناب البدعات الغیر المومنیة بارک اللّٰہ لناولہٗ ۔ وحقق اصلی واھلہ واصلح وعملہٗ آمین آمین آمین برحمتك یا ارحم الراحمین بقالہ بفمہ وامر برقمہ ۔

۱۲ ربیع ۱۳۸۷ھ

ھفتہ وار پڑھنے کا طریقہ
آغاز

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمدللّٰہ الذی انزل القرآن موعظہ وشفاء لما فی الصدور وجعلہ عنھا باللورود والصدور واظھرہ من مقام الجمع والتنزیہ والنون فالزمہ حجۃ لاھل الظواھر والبطون جمیع فیہ علوم الاولین والاٰخرین فلا رطب ولا یابس الافی کتب مبین والصلوٰۃ والسلام علٰی ۔۔۔۔اوحی الیہ ذالک القرآن من اللوح الوجوب والامروالشان سیدنا محمدٍ اجری من مسجلہ ما یحاکی السلبیل والرحیق وافحم بلاغۃ کل متکلم منطیق وفسرالآیات فی الانفس والاٰفاق علٰی مراد الیہ الملک الخلاق وعلی اٰلہٖ واصحابہٖ المقتبسین من مشکاۃ انوارہ المغترفین من بحاراسرارہ المتفردین فی ریاض البیان بالمحطب العرفانیۃ المترنمین فی مروج العیان بالکمات الحقانیۃ ومن تبعھم ممن تخلق بالقراٰن فی کل زمان ما طلع الموزبان

امابعد! قصیدہ بردہ شریف کی مقبولیت کا یہ عالَم ہے کہ ہر ملک میں عاشقانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا حرزِ جاں (بہت عزیز) اورورد زبان ہے ہر زبان میں سینکڑوں شروح معرضِ وجود میں آچکی ہیں فقیر نے بھی قسمت آزمائی کی کوششیں نام گنوانے کے ارادہ پر شرح لکھی طباعت کی مشکلات نے اس کی اشاعت کا موقع نہ دیا مولیٰ تعالیٰ بھلا کرے زائرِ مدینہ محمد داؤد احمد اُویسی قادری (کراچی) کا کہ اُنھوں نے اشاعت کا نہ صرف ذمہ اُٹھایا بلکہ اس کی آمدنی بزمِ اُویسیہ (بہاولپور) کو وقف کردی تاکہ فقیر اُویسی غفرلہٗ کی دیگر تصانیف بآسانی معرضِ وجود میں آسکیں۔

فجزاء اللّٰہ تعالٰی خیر الجزاء
بحرمۃ النبی المصطفیٰ صلی اللّٰہ علیہ وسلم

فقیر نے اس شرح میں اشعار کی توضیح (وضاحت) کے ساتھ ان کے خواص بھی لکھ دیئے ہیں تاکہ قارئین جہاں عشقِ رسول

صلی اللہ علیہ سلم سے تسکینِ قلب پائیں وہاں ظاہری اسباب کے لئے بھی فائدہ اُٹھائیں۔

و ماتوفیقی الا باللّٰہ العلی العظیم

و صلی اللّٰہ علیٰ حبیبہ الکریم و آلہٖ و اصحابہٖ اجمعین

﴿نوٹ﴾

اس رسالے کی اشاعت دوبارہ تخریج وتسہیل کے ساتھ کی جارہی ہے۔تخریج وتسہیل ادارہ تحقیقاتِ اُویسیہ اوراشاعت کی ذمہ داری جماعت رضائے مصطفیٰ شکاگو نے اپنے ذمہ لی۔

تقریظ

جناب مولانا **محمد محسن مکی صاحب** مدظلہ العالی

السلام علیکم و رحمۃ اللّٰہ و برکاتہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ وَ اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

آج سے تین چارسال قبل امریکہ کے مشہورشہر شکاگو میں جماعت رضائے مصطفٰے کا قیام عمل میں آیا تھا مقصد یہ تھا کہ اعلیٰ حضرت فاضلِ بریلی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر علماء اہلِ سنت و جماعت کی نایاب یا کم یاب کتب کوشائع کرایا جائے اورخاص کر فیضِ ملت قدس سرہ کی مشہورِ زمانہ تصنیف شرح حدائق بخشش مع تخریج ازسرِ نو شائع کریں،الحمدللہ اب تک 20 کتابیں جماعت رضائے مصطفٰے کے تعاون سے ھند سے اور حال ہی میں فیضِ ملت کی شرح حدائقِ بخشش جلد اول مع تخریج پاکستان سے منظرعام پر آچکی ہے زیرِ نظر کتاب بھی اس ادارہ کے تعاون سے شائع ہو رہی ہے۔اللہ تعالیٰ بزمِ فیضانِ اُویسیہ پاکستان ٹرسٹ کی پوری ٹیم کو دارین کی سعادت نصیب فرمائے اورفیضِ ملت قدس سرہٗ کے فیض کو عام سے عام کرنے کی ہمیں توفیق عطا فرمائے اور آپ کی جملہ کتب مقبولِ عام وخاص فرمائے۔آمین یارب العالمین

احقر العباد

محسن مکی قادری:امام وخطیب مسجدِ عائشہ(شکاگو امریکہ)

﴿ادارہ تحقیقاتِ اُویسیہ کا تعارف﴾

اَلْحَمْدُلِوَلِيِّهٖ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى نَبِيِّهٖ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ

الحمدللہ! بزمِ فیضانِ اُویسیہ پاکستان (ٹرسٹ) ملک و بیرونِ ملک، اشاعتی و غیراشاعتی طرز پر مسلکِ حق اہلِ سنت و جماعت کی خدمات میں سالوں سے مصروفِ عمل ہے۔ جس میں خاص طور پر حضور فیضِ ملت، شیخ القرآن والتفسیر حضرت علامہ الحاج الحافظ مفتی محمد فیض احمد اُویسی رضوی علیہ رحمۃ اللہ القویّ کی تصانیف سے عوامِ اہلِ سنت کو فائدہ پہنچانا ایک نمایاں کوشش ہے۔ تاہم ضرورت اس امر کی تھی کہ حضور فیضِ ملت علیہ الرحمہ کی کتب و رسائل کو معیاری طرز پر تحقیقی مراحل سے گزار کر منظرِ عام پر لایا جائے لہٰذا اس مقصد کے حصول کے لئے بزمِ فیضانِ اُویسیہ پاکستان (ٹرسٹ) کے کراچی کے ذمہ داران نے علمائے کرام کی خدمات حاصل کیں اور ایک ادارہ بنام ''ادارہ تحقیقاتِ اُویسیہ'' قائم کیا۔ اس ادارہ کے قیام کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ماضی میں حضور فیض ملت علیہ الرحمہ کی کتب مختلف پبلشرز چھاپتے رہے تاہم اس میں کتابت کی اغلاط، سُرخی (Heading) اور متن (Text) میں عدمِ فرق، عربی و غیر عربی رسم الخط (Fonts) کا بسا اوقات امتیاز نہ ہونا، وغیرہ اُمور اصلاحِ طلب تھے لہٰذا بشمول حضور فیض ملت علیہ الرحمہ کے مریدین و متعلقین کے، علماء کرام و دیگر اہلِ علم حضرات شدت سے منتظر تھے کہ حضور فیض ملت علیہ الرحمہ کے علمی خزانہ پر کوئی تحقیقی کام شروع کیا جائے اور اُن کو تحقیق و تخریج مع تسہیل کے بعد اعلیٰ طباعت کے مراحل سے گزار کر عوام الناس تک پہنچایا جائے لہٰذا مذکورہ اُمور کی اصلاح کے ساتھ ساتھ حضور فیض ملت علیہ الرحمہ کی کتب و رسائل (جن کی تعداد کم وبیش 5000 ہے) کی ازسرِ نو تحقیق و تخریج مع تسہیل کر کے

عوامِ اہل سنت تک پہنچانے کے لئے ادارہ تحقیقاتِ اُویسیہ کا قیام عمل میں لایا گیا۔

ایک اچھے اور مستحکم ادارے کو بنانے اور پھر باقاعدگی سے چلانے کے لئے کثیر رقم کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس ضمن میں بزمِ فیضانِ اُویسیہ پاکستان (ٹرسٹ) کے مڈل ایسٹ کے ساتھیوں سے جب تعاون کے لئے اپیل کی گئی تو انہوں نے 'لبیک' کہتے ہوئے اپنے حقیقی و اعلیٰ خلوص کا ثبوت دیا اور ہر ماہ باقاعدگی سے فنڈ بھجوا کر اس خواب کی تکمیل کو یقینی بنا دیا۔

''اللہ کریم اپنے حبیبِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ و طفیل ہمارے ان بھائیوں کے رزق میں کشادگی فرمائے اور انہیں اپنے اس عمل پر ثابت قدمی نصیب فرمائے۔'' (آمین)

اس ادارے کو جگر گوشۂ حضور فیضِ ملت علیہ الرحمہ حضرت علامہ مفتی ابو الایاز محمد فیاض احمد اُویسی دامت برکاتہم القدسیہ کی سرپرستی حاصل ہے اور آپ ہی کی مشاورت و معاونت کے ساتھ ادارے کے معاملات کو حتمی قرار دیا جاتا ہے نیز یہ کہ ادارے سے منسلک علمائے کرام اپنے علمی تجربہ کو بروئے کار لاتے ہوئے اپنی تمام تر کوششیں کتب کی تخریج و تصحیح میں لگائے ہوئے ہیں۔ ایک کتاب کمپوزنگ، عربی متن کی تصحیح مع اعراب، اُردو مشکل الفاظ کی تسہیل، حواشی اور مکمل حوالہ جات کے بعد اپنے تمام تر مراحل طے کرتے ہوئے چھپنے کے لئے تیار ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ اس ادارہ کو تا صبح قیامت سرسبز و شاداب رکھے اور ترقی و کامیابی سے ہمکنار فرمائے۔

آمین بجاہِ طٰہٰ و یٰسین صلی اللّٰہ علیہ و آلہ و سلم

(ادارہ تحقیقاتِ اُویسیہ)

﴾تعارف مصنف قصیدہ بردہ﴿

صاحبِ قصیدہ بردہ شریف کا اسمِ گرامی محمد بن سعید (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) اور لقب شرف الدّین اور بوصیری کے نام سے مشہور ہیں۔

ولادت﴾ آپ یکم شوال المکرّم ۶۰۸ھ، ۷ مارچ ۱۲۱۳ء مصر کے ایک قصبہ دلاص میں پیدا ہوئے ان کا نسلی سلسلہ مشہور بربر قبیلہ منہاجہ تک پہنچتا ہے۔

تعلیم﴾ رواجِ عہد کے مطابق علومِ اسلامیہ کی تحصیل میں مشغول ہوئے۔ اپنی ذہانت اور استعداد سے تیرہ سال کی عمر میں قرآن شریف حفظ کر لیا اس کے بعد باقی علوم حاصل کئے اور کمال عروج کو پہنچے۔

نگاۂ مرشد﴾ علومِ دینیہ کی فراغت کے بعد فکرِ معاش (روزگار کی تلاش) میں بوصیری نے امراء کا توسّل (وسیلہ) اختیار کیا اور مختلف اربابِ اقتدار کے ہاں 'خطّاط' اور بعد ازاں 'کاتب' کی حیثیت سے ملازم رہے۔ ان افراد میں انہیں سب سے زیادہ خصوصیت جس امیر سے تھی وہ وزیر زین الدین یعقوب بن زبیر تھا۔ بوصیری اس کی ملازمت میں کئی سال رہے اور اس کی شان میں متعدد قصیدے لکھے اس کے بعد وہ مختلف درباروں سے منسلک رہے اور جیسا کہ خود ان کا بیان ہے کہ

انہوں نے اپنی عمرِ عزیز کا بیشتر حصہ درباداری میں گزارا۔ وہ کہتے ہیں کہ

خَدَمْتُهٗ بِمَدِيْحٍ اَسْتَقِيْلُ بِهٖ
ذُنُوْبَ عُمْرٍ مَّضٰى فِى الشِّعْرِ وَالْخِدَمِ

یعنی میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت میں یہ قصیدہ اس خیال پر لکھا ہے کہ میں اس کے ذریعے سے اپنی عمر بھر کے ان گناہوں کو معاف کرالوں جو امراء وسلاطین کی مدح سرائی اور ملازمت میں سرزد ہوئے ہیں۔

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ بوصیری کے دربار سے تعلقات کی اصل وجہ ان کی شعر گوئی تھی اور اسی وصفِ خاص میں امتیاز کے باعث ان کی امراء کے ہاں قدردانی بھی ہوئی مگر اس کوچہ سے انہیں نکلنا پڑا۔ اس لئے کہ آپ سلسلہ شاذلیہ کے مشہور ولی کامل حضرت ابوالعباس احمد المرسی (متوفی ۶۸۶ھ) کے مرید تھے آپ کے کلام میں جو سوز و گداز ملتا ہے وہ اسی آستانۂ فیض کے طفیل میں ملا ہے۔

علمی پایہ آپ نے علمِ حدیث وسیر ومغازی کے علاوہ علمِ کلام میں بھی فی الجملہ منتہیانہ (عروج) صلاحیت بہم پہنچائی تھی۔ ان علوم کے علاوہ علم، ادب، بدیع، بیان اور صرف ونحو میں انہیں مہارت حاصل تھی۔ اس کے علاوہ فنِ خطاطی میں بھی وہ دستگاہِ کامل رکھتے تھے۔ شعر گوئی کا انہیں ابتدائے عمر سے ہی شوق تھا اور یہ زندگی کی اگلی منزلوں میں تیز تر ہوتا گیا۔ ان کا مجموعۂ اشعار جو دیوانِ بوصیری کے نام سے چھپ چکا ہے اور مُتَداوَل (دست بدست پہنچا ہوا) ہے اور ان کی قادرُالکلامی (شعر گوئی پر کمال) پر شاہد ہے ان کے اس کمال کی ہر دور میں قدر کی گئی۔ ان کے قریب تر عہد کے فُضلاء (فاضل لوگوں) نے بھی اور ان کے بعد کے نقّادوں نے بھی ان کے اس فضل وکمال کا اعتراف کیا ہے۔ شیخ الاسلام امام جلال الدین سیوطی، علامہ ابن الحماد حنبلی، ابن شاکر کتبی، پطرس بقانی صاحب، اُدباء العرب اور امام بوصیری کے شاگرد علامہ ابن سید الناس نے ان کی اعلیٰ شاعرانہ حیثیت کا بڑی فراخ دلی سے اعتراف کیا ہے۔ مستشرقین (مشرقی علوم وفنون کے مغربی ماہرین) میں نکلسن (Nicholson) کو بھی بوصیری کی جلالتِ شان کا قائل ہونا پڑا ہے۔

خود بوصیری کے تلامذہ (شاگردوں) میں ابوحیان معمری عرنامی متوفی (۷۴۵ھ) اور ابن سید الناس اور محقق عزہ بن سماعہ جیسے فاضلِ روزگار حضرات شامل ہیں۔ اس سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ بوصیری کی علمی حیثیت خاصی بلند تھی اور ساتویں صدی ہجری کے علماء میں اِنہیں ایک امتیازی حیثیت (برتری) حاصل تھی۔ آپ کی وفات ۶۹۴ھ میں واقع ہوئی۔

شاعری میں مقام حافظ فتح الدین ابن سید الناس نے لکھا ہے کہ آپ کی نظم میں جزاء اور اوراق سے (جو مشہور

شاعر ہیں)فصاحت و بلاغت (خوش بیانی) کے اعتبار سے زیادہ فائق و افضل (بہترین) تھے۔تاریخوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ بہاء الدین وزیر کے ہمعصر ہیں جو ۵۸۱ھ بمقام وادیٔ نخلہ (حوالی مکہ مکرمہ) میں پیدا اور ۶۵۶ھ میں فوت ہوئے۔ان دونوں کے شاعرانہ کلام میں بہت مشابہت پائی جاتی ہے۔ہمعصر ہونے کے لئے یہ تشریح ضروری ہے کہ امام بوصیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا جب تولّد (ولادت) ہوا تو اُس وقت بہاء الدّین کی عمر ۲۷ سال تھی اور امام بوصیری رحمۃُ اللہ تعالیٰ علیہ بہاء الدّین وزیر کی وفات کے بعد چالیس سال زندہ رہے۔

شرفِ زیارت صاحب قصیدہ بردہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کسی بادشاہ کے مشیر تھے آپ نے بادشاہ کی تعریف میں کئی قصیدے لکھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت میں اس قصیدہ کے علاوہ اُن کے اور قصائد بھی شامل ہیں۔اس قصیدہ کی نسبت متواتر روایت ہے کہ ناظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک دن بادشاہ وقت کے حضور سے واپس آرہے تھے کہ راستے میں شیخ ابوالرجاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو ناظم علیہ الرحمہ کے دوست اور ایک صالح متقی اور قطبِ وقت تھے مل گئے۔اُنہوں نے پوچھا کہ کیا آج رات خواب میں آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے ہیں؟ آپ نے کہا کہ اس رات تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف نہیں ہوا لیکن آپ کے فرمانے سے میرے دل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا ایک خاص جذبہ پیدا ہوا۔ناظم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں گھر آکر سو گیا تو خواب میں مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں چند قصائد پڑھے جن میں سے ایک قصیدہ مضریہ تھا جس کا پہلا شعر یہ ہے

يَارَبِّ صَلِّ عَلَى الْمُخْتَارِ مِنْ مُّضَرٍ
وَالْاَنْبِيَآءِ وَجَمِيْعِ الرُّسْلِ مَاذُكِرُوْا

دورِ سیاست حضرت امام بوصیری جس زمانے میں پیدا ہوئے اس وقت مصر ایوبیوں کے قبضے میں تھا۔سلطان صلاح الدین یوسف بن ایوب کا بھائی الملک العادل ابوبکر مصر و شام کا سلطان تھا۔اس کے عہد میں گو صلاح الدین جیسی قوت و شوکت باقی نہ رہی تھی مگر فی الجملہ حکومت کے کاروبار میں نظم و ضبط تھا۔

آلِ ایوب کے مابین مُناقشات (جھگڑے) بہت کم تھے۔الملک العادل کے بعد اس کا بیٹا الملک الکامل ۶۱۵ھ میں برسرِ اقتدار آیا اور ۶۳۵ھ تک بیس سال اس نے مصر و شام پر حکومت کی لیکن ایوبی شہزادوں کی خانہ جنگیوں اور صلیبی عیسائیوں کے حملوں سے کاروبارِ حکومت میں پہلی سی شان باقی نہ رہی تھی اس کی موت نے رہی سہی کسر پوری کردی۔پہلے

ایک بیٹا ابوبکر الملک العادل کے لقب سے حکمراں ہوا پھر اس پر غلبہ پا کر ۶۳۷ھ میں اس کے بھائی ایوب نے حکومت پر تسلط جمالیا اور الملک الصالح کا لقب اختیار کیا۔ وہ اپنے خاندان کا آخری حکمران تھا اس کی موت کے بعد ۶۴۷ھ میں اس کی باندی شجر الدر نے ترک غلاموں کی مدد سے تخت پر قبضہ کرلیا پہلے خود حکمراں ہوئی پھر سرداروں کی مخالفت کے سامنے اُسے جھکنا پڑا اور دربار کے سب سے طاقت ور امیر ایک ترکمانی کے حق میں دستبردار ہوگئی۔ ایک نے عزالدین اور الملک العز کے لقب اختیار کئے شجر الدر سے نکاح کرلیا اور پورے ملک کا مالک بن بیٹھا۔ وہ شجر الدر کی سازش سے ۶۵۵ھ میں قتل ہوا اور اس کے بعد حکموت پر قطز نامی مملوک سردار متولی ہوگیا اس نے شجر الدر کو پہلے قید اور پھر قتل کروادیا۔ قطز نے اپنے لئے الملک المظفر کا لقب پسند کیا اسی قطز اور اس کے نائب بیبرس نے ۶۵۸ھ شام کے مقام عین جالوت پر تاتاریوں کو شکست فاش دے کر مصر و شام کی جانب اُن کی پیش قدمی کا سدِ باب کیا مگر اس فتح عظیم سے قطز کو فائدہ اُٹھانے کا موقع نہ ملا اور مصر لوٹتے وقت بیبرس نے اُسے قتل کردیا اور خود الملک الظاہر کے لقب سے تخت نشین ہوا۔ اس کے زمانے میں مصر و شام میں خلافتِ عباسیہ کا احیا (دوبارہ رائج) ہوا۔ بیبرس کا عہد حکومت نسبتاً سکون سے گزرا مگر اس کی وفات کے بعد ۶۷۶ھ میں پھر وہی انتشار شروع ہوگیا اور ایک ترکی مملوک قلادون صالحی اُمورِ مملکت پر متولی ہوگیا اس نے الملک المنصور کے لقب سے ۶۷۸ھ سے ۶۸۹ھ تک حکومت کی اس کے بعد اس کا بیٹا الملک الاشرف خلیل حکمراں ہوا لیکن اسے اس کے مملوک سرداروں نے ۶۹۳ھ میں قتل کر کے حکومت پر قبضہ کرلیا اور حصولِ حکومت کے لئے ان امراء کے مابین لڑائیوں اور سازشوں کے سلسلے شروع ہوگئے جو اس صدی کے اختتام تک باقی رہے۔

ایک ایسی پُر آشوب (تکلیف دہ) سیاسی فضا میں جو بوصیری کی ولادت سے وفات تک مصر و شام کی تھی درباراری اور اربابِ اقتدار سے وابستگی چنداں (زیادہ) مفید نہ ہوسکتی تھی۔ ہر آن (لمحہ) جان کا بھی خطرہ رہتا تھا۔ غالباً یہی وجہ تھی کہ بوصیری کا دل اس فریضۂ ناگوار سے اُچاٹ ہوگیا اور اُنہوں نے امراء و وزراء کی صحبت سے کنارہ کشی اختیار کی جہاں تک دنیائے اسلام کی عام حالت کا تعلق ہے وہ بھی انتہائی مایوس کن تھی۔ ساتویں صدی ہجری کے آغاز میں امیر المومنین ناصر الدین اللہ عباسی بغداد میں برسرِ اقتدار تھے۔ مشرق میں خوارزم شاہی حکمراں تھے۔ جلال الدین خوارزم شاہ اور خلیفہ عباس کے مابین اختلاف بڑھتے جاتے تھے اور تعلقات خطرناک حد تک کشیدہ ہوچکے تھے، نوبت فوج کشی (حملہ) تک پہنچ چکی تھی اور خوارزم شاہ بغداد پر مسلط ہونے کی گھات (موقع کی تلاش) میں تھا کہ مشرق سے منگولوں کا سیلِ بے پایاں (بڑا لشکر) بڑھا۔ یہ سیلابِ بلا اپنے ساتھ دنیائے اسلام کے وسیع خطوں کو بہا کر لے گیا اور ۶۵۶ھ میں بغداد کے عباسی خلفاء بھی

بِساطِ سیاست سے اُٹھا دیئے گئے۔شام ومصر بھی منگولوں کے حملوں کی زد میں آئے۔حلب،حماۃ اور دمشق پر تاتاری لشکر اُمڈ پڑے اوران علاقوں کے مسلمان جو پہلے ہی صلیبی جنگ آزماؤں کی مشقِ ستم (ظلم کا شکار) بنے ہوئے تھے اس نئی آفت سے دوچار ہوئے۔اس پر مُستزادیہ (مزید یہ) کہ عراق سے لُٹے پٹے مسلمانوں کے قافلے مصروشام کی جانب چلے آرہے تھے۔یہ حالات لوگوں میں اضطراب (بےچینی) ومایوسی پیدا کرنے کے سب سے بڑے محرک (مؤثر) ثابت ہوئے۔

امام بوصیری کی عمر اس ابتلا (آزمائش) کے وقت پچاس سال کے قریب تھی بظاہر یہی زمانہ ان کے عروج کا ہے اور یہی وہ نقطہ تھا جہاں سے ان کی ذہنی کیفیت میں تبدیلی شروع ہوئی۔اس کے بعد وہ ہمیں اس عہد کے مشہور صوفی ابوالعباس احمد المرسی کے آستانۂ نیاز پر جبینِ ناز خم کئے (سرجُھکائے) نظر آتے ہیں۔بعدازاں بیت المقدس میں زندگی کے دس سال عبادات وریاضت میں گزارنے کے بعد ارضِ حجاز کی مقدس فضاؤں میں سانس لیتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں اس کے بعد زندگی کا راہوار دریشخ پر واپس آتا ہے اور یہیں ۶۹۴ھ یا ۶۹۵ھ میں سفرِ آخرت اختیار کرتا ہے اور بوصیری کی مضطرب (بےقرار) روح ایسی ہی مضطرب جیسی کہ اس عہد کی روح تھی مصر قدیم کی آغوشِ خاک (مٹی) میں سکون پاتی ہے۔تفصیلی حالات کے لئے دیکھئے

(فوات الوفیات ابن شاکر،جلد۳،صفحہ۲۰۵) (حسن المحاضرہ امام سیوطی،جلد۱،صفحہ۲۷۳)

(انسائیکلوپیڈیا آف اسلام،جلد۱۱،صفحہ۸۰۴) (معجم البلدان،جلد۱،صفحہ۶۰۳)

سببِ تالیف قصیدہ بردہ مؤلفِ قصیدہ بردہ شریف پہلے مصر کے شہر بلبیس میں عامل اور امیر منشی تھے پھر اس عہدے کو چھوڑ دیا اور قطبِ وقت شیخ ابوالعباس المرسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت اختیار کی جن کے فیض سے آپ یگانہ روزگار بن گئے اور وہ شہرت حاصل کی کہ ہمعصروں میں کسی کو نصیب نہ ہوئی۔منجملہ آپ کے قصائد کے یہ قصیدہ بردہ ہے۔

سبب تصنیف آپ یوں بیان فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح (تعریف) میں بہت سے قصیدے لکھے ہیں جن میں سے بعض وزیر زین الدین بن یعقوب بن زبیر کی درخواست پر تصنیف ہوئے بعدازاں ایسا اتفاق ہوا کہ میں مرضِ فالج میں مبتلا ہوگیا اور اس سے میرا نصف بدن بیکار ہوگیا۔اَطِبّاء نے معالجہ میں بہت تدبیریں کیں مگر کوئی کارگر نہ ہوئی آخر کار جی میں آیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں ایک اور قصیدہ لکھوں چنانچہ بیماری ہی میں میں نے یہ قصیدہ لکھا اسی رات کوئی بار پڑھا اور بتوسّلِ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بارگاہ باری تعالیٰ میں دعا کی اور سوگیا (اب دیکھئے احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کی مسیحائی اور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی چارہ فرمائی) خواب میں زیارت ہوئی۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم

نے اپنا دستِ شفاء میرے بدن کے مفلوج حصے پر رکھا مجھ پر اپنی بُردہ مبارک (چادر) ڈالی۔ آنکھ کھلی تو کیا دیکھتا ہوں کہ میں بالکل صحیح، تندرست اور چاق و چست ہوں۔ میں نے اس قصیدے کا ذکر کسی سے نہ کیا تھا مگر جب صبح کو اُٹھ کر گھر سے نکلا تو راستے میں ایک درویش نے مجھ سے کہا کہ وہ قصیدہ مجھے عنایت فرمایئے جو آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں لکھا ہے میں نے جواب دیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں میں نے بہت سے قصیدے لکھے ہیں آپ کون سا قصیدہ طلب فرماتے ہیں؟ وہ بولے! جو تم نے بحالتِ مرض لکھا ہے اور جس کا مطلع یہ ہے ''اَمِنْ تَذَکُّرِ جِیْرَانٍ الخ''، اور یہ بھی فرمایا کہ خدا کی قسم رات کو یہی قصیدہ میں نے دربارِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں سنا ہے جب یہ پڑھا جارہا تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کو سن کر یوں جھوم رہے تھے جیسا کہ بادِ نسیم (صبح سویرے کی ٹھنڈی ہوا) کے جھونکے سے میوہ دار درخت کی شاخیں جھوما کرتی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پسند فرمایا اور پڑھنے والے کو اپنی بردہ مبارک اُڑھائی یہ سن کر میں نے! اُس درویش کو یہ قصیدہ دے دیا۔ اس نے لوگوں سے ذکر کردیا یہاں تک کہ ملک ظاہر شاہ مصر کے وزیر بہاء الدین علی معروف بہ ابن حنا مصری (متوفی ۷۷۶ھ) کو اس کی خبر لگی اُس نے میری طرف پیغام بھیجا اور اس قصیدے کو منگوایا اور قسم کھائی کہ میں اس قصیدے کو کھڑے ہو کر سر برہنہ و پا برہنہ (ننگے سر و پاؤں) سنا کرونگا۔ چنانچہ وزیر موصوف اور اُس کے گھر والے اسے بڑی رغبت و محبت سے سنا کرتے تھے اس کے بعد جب سعد الدّین فاروقی (متوفی ۶۹۱ھ) جو فصیح و بلیغ شاعر تھا عارضہ رَمَدْ [1] سے قریباً اندھا ہوگیا تو اُس نے خواب میں دیکھا کہ کوئی اُسے کہہ رہا ہے کہ تم وزیر بہاالدین کے پاس جاؤ اُس سے بردہ لے کر اپنی آنکھوں پر رکھو باذنِ الٰہی تم کو آرام ہوجائیگا۔ وہ وزیر موصوف کی خدمت میں آیا اور اُس سے اپنا خواب بیان کیا وزیر نے جواب دیا کہ میرے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بردہ مبارک نہیں۔ پھر کچھ دیر کے بعد سوچ کر کہا کہ شاید اس سے مراد امام بوصیری کا قصیدہ بردہ ہے اور صندوق میں سے قصیدہ نکال کر اُس کے حوالہ کردیا۔ سعد الدّین نے اُسے اپنی آنکھوں پر رکھا تو فوراً آرام ہوگیا۔ [2]

قصیدہ بردہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لے کر علامہ بوصیری صاحبِ قصیدہ بردہ کے عہد تک (۶۰۸ھ تا ۶۹۵ھ) ہزاروں قصائد لکھے گئے جو سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے محاسن سے پُر ہیں مگر علامہ بوصیری کے قصیدہ بردہ کو جس خاص شفقت سے نوازا گیا ہے وہ حضرت بوصیری کا ہی حصہ ہے۔ اس قصیدہ کو خود سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صاحبِ قصیدہ کی زبانی خواب میں سنا، چادر انعام میں بخشی، بدنی اور روحانی بیماریوں سے نجات دی اور پھر سب سے

---

[1] آنکھ دکھنے کی بیماری جس میں آنکھ سرخ ہوجاتی ہے اور پانی بہتا ہے۔

[2] (فوات الوفیات للعلامۃ محمد بن شاکر بن احمد کتبی المتوفی ۷۶۴ھ، حرف المیم، جلد ۳، صفحہ ۳۶۹، دار صادر، بیروت)

بڑھ کر اپنے نعت خوانوں میں منفرد اور ممتاز مقام بخشا۔ رسالت کا وہ کون سا پروانہ ہے جو بوصیری کی زبان سے کہا ہوا قصیدہ نہیں پڑھتا۔

مشائخ، علماء اور صوفیاء نے اسے ہر دور میں حرزِ جان بنایا، ہر مجلس میں پڑھا، ایک بار نہیں ہزار بار پڑھا، لاکھوں صالحین اُمت اسی قصیدہ بردہ شریف کو پڑھتے پڑھتے بارگاہِ نبوّت میں باریاب (حاضر) ہوئے اور حقیقت یہ ہے کہ اس تاریخ ساز قصیدہ نے جہاں عاشقانِ رسول کو ایک مقبول و مرغوب روحانی غذا دی وہاں صاحبِ قصیدہ کو آسمانِ شہرت کی ان بلندیوں پر پہنچا دیا جہاں بہت کم لوگوں کی رسائی ہوتی ہے۔

قصیدہ بردہ کی مقبولیت ناقدین نے اس قصیدہ عالیہ کی ادبی خوبیوں اور بعض مخصوص صنعتوں کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔ قصیدہ بردہ کو مصنّف نے دس فصلوں میں تقسیم کیا ہے ہر فصل میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے محاسن ومحامد (اچھائیوں) کو انوکھے انداز میں بیان کیا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ عاشقانِ رسول کے لیے قابلِ قدر سامان جمع کر دیا ہے ۔ میلادِ پاک سے لے کر وصال مبارک تک آپ کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کو بڑی محبت سے بیان کیا ہے۔ 162 شعروں کا یہ قصیدۂ مُرصّع (نگینے جڑا ہوا) اہلِ دل کی روحانی غذا بنا ہوا ہے۔ ابتدائے کار سے لے کر آج تک اس کی مقبولیت کا یہ عالَم ہے کہ اسے روحانی فائدوں کے لئے استعمال کیا جاتا رہا ہے اور اس سے فیضان کی بارشیں حاصل ہوتی رہیں، وظیفہ جان کر پڑھا جاتا رہا، مقدس عبادت گاہوں کے در و دیوار اس کے اشعار سے مزّین رہے اور اب تک اَہلُ اللہ کی پاکیزہ مجالس میں اہتمام کیا، پڑھا اور سنا جاتا ہے۔ شعراء نے اس قصیدہ پر ہزاروں تضمینیں[1] لکھیں، سینکڑوں شرحیں کیں اور درجنوں تشطیریں لکھیں۔ اگر ہم ان تمام شروح و متعلقات کی تفصیل لکھیں تو ایک دفتر درکار ہے تاہم قارئین کے ذوق کے لئے ہم ایک مختصر سا خاکہ ان متعلقات کا ذکر کرتے ہیں جنھیں ماہرِ کتابیات ترکی عالم علامہ مصطفیٰ بن عبداللہ المعروف بہ حاجی خلیفہ و کاتب چلپی نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب "کشف الظنون" کی جلد دوم (مطبوعہ استنبول 1943ء) میں درج کیا ہے۔

اس کتاب میں اُنہوں نے تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے کہ ان کی نگاہ میں عربی میں قصیدہ بردہ کی پچاس شرحیں گذری ہیں جنھیں ہر دور کے معروف شُعَراء، اُدَباء، علماء اور صوفیاء نے تالیف کر کے اپنے ذوق کا ثبوت دیا ہے۔ ان شرحوں اور تصنیفوں کے علاوہ قصیدہ بردہ کے متعدد تراجم دنیا کی اکثر زبانوں میں کئے گئے ۔ لاطینی ، جرمنی ، فرانسیسی، انگریزی، ملائی، فارسی، اردو، ترکی اور پنجابی میں بڑے ترجمے لکھے گئے اور ان میں سے اکثر چھپے۔

---

[1] دوسرے شاعر کے شعر یا بند پر مصرے لکھنا۔

وجۂ تسمیہ﴾ اس کا اصلی نام "اَلْکَوَاکِبُ الدُّرِّیَّہ فِیْ مَدْحِ خَیْرِالْبَرِیَّہ" ہے۔قصیدہ بردہ کی تسمیہ کی کئی وجوہات ہے۔

البردہ﴾ علاوہ دیگر جملہ شروح کے مولوی ذوالفقار علی دیوبندی والدمحمودالحسن دیوبندی نے عطر الوردہ شرح قصیدہ میں لکھا ہے،

ان البردة الثوب المخطط كما فى القاموس و الناظم قدس سره يذكر فيها المضامين المختلفة فتارة يذكر الصبابة ولوازمها من الاشواق و الاحزان ومرة يتجرد من نفسه مخاطباً ويحاوره عتابا ويخاطبه سوالاً وجواباً وطورا يعترف بالتقصير ويعتذرعنه وحيناً يحذر عن مكائد النفس ويعظ الناس وساعة يتشبث بالرجاء ويستغيث ويستشفع به صلى الله عليه وسلم ورقتاً يمدحه عليه السلام ويشرح كمالاته الذاتيه و المكتسبة ويبين معجزاته الظاهرة الباهرة ويذكرفضائل اصحابه باتم بيان الى غيرذالك فكانه لكل مضمون لون عجيب فائق يشبه كل مضمون بخط حسن الهيئة الرائق فشابهت القصيدة ببردة مخططة فسميت بهاوقال بعض الشراح ان البردة اسم لما يبرد كفعلة اسم لما يفعل واكلة الخ [1]

خلاصہ یہ کہ لغت میں بردہ دھاری دار کپڑے کو کہتے ہیں اور چونکہ اس قصیدہ میں ناظم فاہم نے مختلف مضامین کی آرائش کی ہے ۔کہیں بادِصبا سے مخاطبہ، کہیں اظہارِ ذوق وشوق، کہیں غمِ ہجر کی داستان ،کہیں تنہائی کا شکوہ ،کہیں نفسِ امارہ پر عتاب (سختی)، کہیں مدعی مدعا علیہ [2] کے سوال وجواب، کہیں اعترافِ قصور، کہیں عذر خواہی (معافی چاہنا)، کہیں نفس کے مکروں سے ڈرانا، کہیں عوام وقارئین کو وعظ سنانا، کہیں دربارِ رسالت میں استغاثہ، کہیں سرکارِ مدینہ (ﷺ) کے حضور میں استشفاع (شفاعت طلب کرنا)، کہیں مدحت ومناعت (دفاع)، کہیں شرح کمالاتِ ذات، کہیں اظہارِ معجزات، کہیں فضیلتِ صحابہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) غرضیکہ اس قصیدہ شریف کے مضامین نہایت عجیب وغریب ولذیذ ہیں ۔اس کا ہر مضمون حسین وجمیل دھاری دار لکیر کے مشابہ ہے اسی لئے اس قصیدہ کو چادر دھاری دار پُر رونق اور خوش منظر سے مشابہت کی وجہ سے اس کا نام قصیدہ بردہ رکھا گیا۔

---

[1] (عطرالوردہ فی شرح البردہ، وجہ تسمیۃ قصیدۃ بالبردۃ ،صفحہ۹، میرمحمد کتب خانہ آرام باغ ،کراچی)

[2] وہ شخص جس پر کوئی مقدمہ دائر کیا گیا ہو

(۲) بردہ یہی زیادہ مشہور ہے۔ بردہ بروزن فعلہ وہ شے جسے ریتی سے چمکایا جائے۔ لغت میں بردہ ریتی سے رگڑنے کو کہتے ہیں چونکہ قصیدہ زوائدوحشو (کمی وبیشی) سے پاک ہے اس لئے اسے بردہ کہا گیا ہے۔

(۳) بعض نے کہا کہ بردہ ایک اسم ہے جس سے ٹھنڈک حاصل کی جائے اور اس کا ماخذ برد ہے جس کے معنی سوہان (دردو رنج)، سوئیدن اور راست کردن کے ہیں تو چونکہ اس قصیدہ مبارکہ کے پڑھنے سے قلب میں برودت (ٹھنڈک) اور صفائی پیدا ہوتی ہے بناء بریں (اسی بناء پر) اسے قصیدہ بردہ کہا گیا۔

(۴) یہ وجہ بھی ہوسکتی ہے کہ بردہ ماخوذ برد سے ہو یعنی ترویح وتنفیس اوّل ملائمت بالخیر جیسے عرفِ عرب میں کہتے ہیں "برد امرنا" یعنی صلح وحسن۔ تو چونکہ یہ قصیدۂ مبارکہ حصولِ صفا، روح اور سببِ راحت قلب قاری ہے اس لئے اسے بردہ کہا گیا ہے۔

(۵) قِيْلَ اَلْقٰى عَلَيْهِ الرَّسولُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ بَرَدَتُهُ الْمُبَارَكَةَ فِي النَّوْمِ عِنْدَ سِمَاعِ الْقَصِيْدَةِ فَعُوْفِيَ لِسَاعَةٍ الخ

یعنی کہا جاتا ہے کہ جب یہ قصیدہ خواب میں امام بوصیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سنایا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بردِ یمانی ان پر ڈالی تو علی الفور (فوراً) آپ کو صحتِ کاملہ حاصل ہوگئی۔

(عطرالوردہ) [۱]

(٦) شرح شیخ محی الدین محمد بن مصطفیٰ المعروف بہ شیخ زادہ میں اس طرح ہے

ثم قصة وصول البردة من الحضرة للصلة مشهورة وحكاية ما شوهد من آثار بركاتها فى الكتب مسطورة واشتهار شانها العجيب عند جماهير الانام اغنانى من الاكثار فى وصفها واطالة الكلام۔ [۲]

یعنی قصہ بردِ یمانی عطا ہونے کا دربارِ رسالت سے مشہور ومعروف ہے اور حکایاتِ عجائب وغرائب اس قصیدہ کی کتابوں میں مسطور (لکھی ہوئی) ہیں اور شہرت جماہیرانام (جماعتِ جمہور) میں اس قصیدہ کی اتنی قدر ہے کہ اس نے ہمیں اس کے فضائل زیادہ بیان کرنے سے مستغنی (بےفکر) کردیا اور طوالتِ کلام (کلام کی زیادتی) سے بچالیا۔

---

[۱] (عطرالوردہ فی شرح البردہ، وجہ تسمیہ قصیدۃ بالبردۃ، صفحہ ۱۰، میر محمد کتب خانہ آرام باغ، کراچی)

[۲] (کشف الظنون، باب القاف، جلد ۲، صفحہ ۱۳۳۱، مکتبۃ المثنیٰ، بغداد)

(۷) سعدالدّین الفارقی نے لکھا ہے

فرأى في منامه قائلا يقول: امض إلى الصاحب: بهاء الدين، وخذ منه(البردة)، واجعلها على عينيك تفق إنشاء اللّٰه – تعالىٰ [۱]

یعنی سعدالدین نے خواب دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے کہ بہاء الدین کے پاس جا اور بردہ لے کر آنکھوں سے لگا انشاء اللہ تعالیٰ ابھی صحت یاب ہوجائے گا۔

فنهض من ساعته، وجاء إليه، وقال ما رأى في نومه۔

فقال الصاحب: ما عندي شيء قال له:(البردة)، وإنما عندي مديح النبي – صلى اللّٰه تعالى عليه وسلم – أنشأها البوصيري، فنحن نستشفي بها۔ فأخرجها، ووضعها سعد الدين على عينيه، فعوفي من الرمد [۲]

یعنی سعدالدّین اپنے حاکم بہائالدین کے پاس آئے اور خواب بیان کیا۔ بہائالدین وزیر نے فرمایا کہ میرے پاس کوئی ایسی شے نہیں جسے بردہ کہا جاتا ہے مگر بوصیری کی لکھی ہوئی ایک نعت حضور کی ایسی مقبول ہے کہ اُس سے اللہ مریضوں کو شفا دیتا ہے اور وہ قصیدہ نکال کر اُن کی آنکھوں سے لگایا اور سنایا اسی وقت خدا نے صحت عطا فرمائی۔

فائدہ اس واقعہ سے یہ امر ثابت ہوا کہ اس قصیدہ مبارکہ کا نام بردہ تو عالمِ ارواح میں اولیاء وعلماء کے اندر مشہور تھا لیکن بہاء الدین وزیر کو اس کا علم اس سے زائد نہ تھا کہ وہ اس قصیدہ کو نعت شریف جانتے تھے۔

خلاصہ قصیدہ شریف کا نام قصیدہ بردہ سات توجیہات سے بردہ توجیہاً مناسب معلوم ہوتا ہے اور شیخ زادہ کے قول کے مطابق یہی نام مشہور ومعروف ہے۔

عام اس سے کہ رداء (چادر) مبارک عطا کی گئی ہو یا مناسبت مضمون کے اعتبار سے ہی اس نام سے مسمیٰ ہوا ہو۔ بہرحال یہ قصیدہ، قصیدہ بردہ شریف کے نام سے مشہور ہے اور قصیدہ کی پسندیدگی پر عطاء بردِ یمانی بعید از عطاء بھی نہیں۔ اس لئے قصیدہ بانت سعاد جب حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام لانے کے بعد بارگاہِ رسالت

---

[۱] (عصیدۃ الشھدۃ شرح قصیدہ البردۃ للبوصیری وبھامشہ شرح شیخ زادہ، صفحہ 6، الناشر: نور محمد اصح المطابع کارخانہ تجارت کتب خانہ آرام باغ کراچی)

[۲] (کشف الظنون، باب القاف، جلد۲، صفحہ ۱۳۳۱ تا ۱۳۳۲، مکتبۃ المثنی، بغداد)

میں بغرضِ عفوِ تقصیرات (غلطیوں سے معافی) پیش کیا اور دربارِ رسالت میں سنانا شروع کیا تو جب حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس شعر پر آئے

إِنَّ الرَّسُوْلَ لَسَيْفٌ يُسْتَضَاءُ بِهِ
مُهَنَّدٌ مِنْ سُيُوْفِ اللّٰهِ مَسْلُوْلِ [1]

یعنی ہمارے حضور یقیناً برہنہ تلوار ہیں اور اس کی چمک سے نورِ ہدایت عالم میں عام پھیل رہا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بردِ یمانی حضرت کعب رضی اللہ عنہ کو عطا فرمائی۔

﴿ترکیب قرأۃ قصیدہ بردہ شریف﴾

بہتر طریقہ یہی ہے کہ پڑھنے والا کسی کامل بندۂ خدا سے اجازت لے کر وقتِ معیّن پر مع اعتصام (مضبوطی) واختتام (مکمل) پڑھے۔ اگر اعتصام واختتام نہ پڑھے تب بھی کافی ہے اگر روزانہ سارا قصیدہ نہ پڑھ سکے تو ہر روز ہفت منزل میں سے ایک منزل مع ابیات قبلیہ وبعدیہ پڑھ لیا کرے۔ کتاب میں منازل کے نشان بتادیئے گئے ہیں (جن کی ترتیب فقیر نے ابتداء میں عرض کردی ہے اور قصیدہ شریف کے متن میں بھی نشاندہی کی گئی ہے) یہ منزلیں بزرگانِ طریقت نے طالبوں کی سہولت کے لئے مقرر کردی ہیں تاکہ جمعہ سے شروع ہوکر پنجشنبہ (جمعرات) کو ختم ہوجائے۔ اعتصام (بہتر) اس طرح ہے کہ یہ درود شریف گیارہ بار پڑھے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ نِالنَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَاَزْوَاجِهٖ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَذُرِّيَّتِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَاصَلَّيْتَ عَلٰى سَيِّدِنَا اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

اس درود کے بعد آیۃ الکرسی، سورۂ الم نشرح، سورۂ الکوثر ہر ایک گیارہ گیارہ بار اور آیت

"لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ"

---

[1] (المعجم الکبیر، باب الکاف، فصل کعب بن زہیر بن ابی سلمی، حدیث ۱۶۰۷۳، جلد ۱۹، صفحہ ۱۷۶، مکتبۃ العلوم والحکم الموصل)

(سنن البیہقی الکبری، کتاب الشھادات، باب من شبب فلم یسم احدالم ترد شھادتہ قال الشافعی رحمہ اللہ لانہ یمکن، حدیث ۲۰۹۳۱، جلد ۱۰، صفحہ ۲۴۳، مکتبۃ دارالباز، مکۃ المکرّمۃ)

ایک بار پڑھے پھر ہاتھ اُٹھا کر گیارہ بار

''اَلْمُسْتَغَاثُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ وَالْمُسْتَعَانُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ''

کہے۔ بعدازاں یہ درود شریف تین بار پڑھے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِ الْعٰلَمِیْنَ حَبِیْبِكَ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ اَفْضَلَ صَلَوَاتِكَ وَاَكْمَلَ تَحِیَّاتِكَ بِعَدَدِ كَلِمٰتِكَ التَّامَّاتِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

پھر یہ دو بیت ایک یا تین بار پڑھ کر قصیدہ شریف شروع کرے

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ مُنْشِی الْخَلْقِ مِنْ عَدَمٖ
ثُمَّ الصَّلٰوۃُ عَلَی الْمُخْتَارِ فِی الْقِدَمٖ

یعنی تمام خوبیاں اللہ عزوجل کے لئے جو مخلوق کو عدم سے پیدا کرنے والا ہے پھر درود ہو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جو ہمیشہ سے برگزیدہ ہیں۔

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّھِمٖ

یعنی میرے مولیٰ درود اور سلام ہمیشہ ہمیشہ بھیج اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر جو تمام مخلوق میں افضل و برتر ہیں۔

انتباہ جس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نامِ مبارک آئے تین بار تکرار کے بعد درود شریف پڑھا جائے۔

اختتام

ثُمَّ الرِّضَا عَنْ اَبِیْ بَكْرٍ وَّعَنْ عُمَرَ
وَعَنْ عَلِیٍّ وَّعَنْ عُثْمَانَ ذِی الْكَرَمٖ

یعنی پھر راضی ہو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر سے اور حضرت علی اور حضرت عثمان سے کہ وہ صاحبِ کرم ہیں۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین)

وَالْاٰلِ وَالصَّحْبِ ثُمَّ التَّابِعِیْنَ لَھُمْ
اَھْلِ التُّقٰی وَالنُّقٰی وَالْحِلْمِ وَالْكَرَمٖ

یعنی خدایا حکم دے کہ رحمتِ دائمی کے بادل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر، اصحاب پر اور تابعین (علیہم الرضوان) پر (جو پرہیزگار، پاکباز اور صاحب علم وکرم تھے) برستے رہیں۔

يَارَبِّ جَمْعًا طَلَبْنَا مِنْكَ مَغْفِرَةٍ

وَّحُسْنَ خَاتِمَةٍ يَا مُبْدِئَ النِّعَمِ

یعنی اے میرے رب ہم سب تجھ سے مغفرت، اچھے خاتمے کے طلبگار ہیں اے نعمتوں کو پیدا کرنے والے۔

يَارَبِّ بِالْمُصْطَفٰى بَلِّغْ مَقَاصِدَنَا

وَاغْفِرْلَنَا مَامَضٰى يَا وَاسِعَ الْكَرَمِ

یعنی اے میرے رب مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے ہمارے مقاصد ہم تک پہنچادے اور بخش دے گناہِ سابقہ اے بے حساب کرم کرنے والے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَتَوَسَّلُ بِقِرَآءَةِ هٰذِهِ الْقَصِيْدَةِ الْمُبَارَكَةِ اِلَيْكَ اَنْ تُعْطِيَنِىْ خَيْرَالدَّارَيْنِ

بِرَحْمَتِكَ يَااَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

بعدازاں تین باریہ درود شریف پڑھے

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ نِالنَّبِيِّ الْاُ مِّيِّ وَاَزْوَاجِهٖ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَذُرِّيَّتِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ

كَمَاصَلَّيْتَ عَلٰى سَيِّدِنَا اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

پھر ہاتھ اُٹھا کر گیارہ بار

"اَلْمُسْتَغَاثُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَالْمُسْتَعَانُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ"

کہے اور تین باریہ دوآیتیں پڑھ کر دعا مانگے

"لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ٥ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ صلے ق لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ط عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَ هُوَ

رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ٥"

﴿آدابِ قراۃ قصیدہ بردہ شریف﴾

حاجات یا دفعِ بلیات یا رفعِ مشکلات کے لئے اس کا پڑھنا شرائطِ ذیل پر موقوف ہے۔

(۱) جس دن اس کا وظیفہ شروع کرنا ہو اُس دن حسبِ توفیق چند فقراء کو اچھا کھانا کھلائیں۔

(۲) غسل کرکے صاف ستھرے کپڑے پہننا اور خوشبو لگانا اور پاک جگہ پر گوشۂ تنہائی روبقبلہ ہوکر پڑھنا۔ غسل نہ کرسکے تو

کم از کم با وضو ضرور ہونا۔

(۳)صحتِ الفاظ واعراب کوملحوظ رکھنا۔(جولوگ کم قابلیت رکھتے ہیں ان کو چاہیے کہ کسی عالمِ دین سے اس کو پڑھ لیں۔)

(۴)ہر ایک شعر کے معنی اور مفہوم کو سمجھنا اگر عربی نہ جانتا ہوتو اپنی زبان میں اس کے مطلب کوملحوظ رکھے جیسا کہ ملا علی قاری نے مقدمہ حزب الاعظم میں فرمایا کہ

فَعَلَيْكَ بِحِفْظِ مَبَانِيْهِ وَالتَّأَمُّلِ فِيْ مَعَانِيْهِ[1]

(۵)اس کو نظم میں پڑھنا یعنی نظم کے طریق پر ہر ایک مصرعہ کو ادا کرنا نہ کہ نثر کے طور پر۔

(۶)اگر یاد ہوتو زبانی پڑھے ورنہ کتاب میں دیکھ کر اور پڑھنے کے دوران میں کوئی دنیاوی کام یا بات چیت نہ کرے بجز اس کے کہ اس کو وضو کی ضرورت ہو۔

(۷)کسی صحیح العقیدہ بزرگ سے جو اس کا مجاز ہو اجازت حاصل کرنا۔

(۸)ہر ایک شعر کے بعد بالتخصیص (بالخصوص) یہ درود شریف پڑھنا

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

یعنی میرے مولیٰ درود اور سلام ہمیشہ ہمیشہ بھیج اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر جو تمام مخلوق میں افضل و برتر ہیں۔

یہی درود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں امام بوصیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پڑھا تھا۔

(۹)ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک اس کا وظیفہ جاری رکھنا۔

(۱۰)جن لوگوں کو یہ قصیدہ یاد ہو ان کے لئے یہ بہتر ہے کہ آدھی رات کو تاریکی میں نہایت خضوع وخشوع سے سر برہنہ کھڑے ہوکر آدابِ بالا پڑھیں۔بہتر ہے کہ ترنم سے ورنہ سادہ طور پر۔

(۱۱)اس کے بعد سجدہ میں جو حاجت ہو اس کے لئے بارگاہِ ایزدی میں بطفیل سیدِ کونین احمد مختار محمد صلی اللہ علیہ وسلم دعا مانگے انشاءاللہ تعالیٰ اس کی برکت سے اُس کی حاجت پوری ہوگی اور اگر دفعِ مصیبت کے لئے پڑھے تو مصیبت سے نجات پائے گا اور اس بارے میں لاکھوں شہادتیں اور روایات ہیں کہ گدا سے لے کر بادشاہ تک اس کی برکت سے فائز المرام (مستفید) ہوئے۔

---

[1] (الحزب الاعظم،مقدمۃ المؤلف،صفحہ۱۱،مکتبۃ الصدیق،گجرات،انڈیا)

بزرگوں نے تو کئی دفعہ آزمایا ہے اور ایسا کبھی نہیں ہوا کہ اس کا ورد جائز حاجات کے لئے کیا ہو اور محروم رہا ہو (ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ) خلاصہ یہ کہ حصولِ حاجات اور دفعِ مصائب کے لئے تیر بہدف ثابت ہوا ہے تفصیل آتی ہے۔ انشاء اللہ

ازالۂ وہم اس زمانہ میں بھی ان کی برکات اظہر من الشمس ہیں لیکن زمانہ کے اکثر لوگوں کے اعتقاد و اخلاص میں ضعف آ گیا ہے اور وہ کلامِ الٰہی اور بزرگوں کے کلام کی تاثیر سے انکار کرتے ہیں یہاں تک کہ بزرگانِ دین کی اس شہادت کو کہ اس کے پڑھنے سے اس کی حاجت بفضلِ خدا پوری ہوگی اتفاق پر محمول کیا جاتا ہے لیکن منکرین اتفاق کے معنی نہیں جانتے جب ایسا ثابت ہے کہ لاکھوں بلکہ کروڑوں کی حاجات پوری ہوئیں اور ہزاروں مسائل اس کے پڑھنے سے رفع ہوئے ہیں تو ان کو اتفاق پر محمول کرنا جہالت اور گمراہی ہے۔ میں نے "شــــرحُ الاوراد" میں اس کے متعلق تسلی بخش بحث کی ہے اور اس دعویٰ کو کہ 'کلام میں کیوں تاثیر ہوتی ہے' عقلی دلائل سے ثابت کیا ہے۔ جب کوئی شخص اس کو کسی بزرگ کی اجازت سے ان شرائط کے ساتھ جن کو میں نے درج کیا ہے اس کا وظیفہ کرے تو ممکن نہیں کہ وہ کامیاب نہ ہو۔

مرا باور نمی آید اگر کس ایں قصیدہ را
بخواند از خلوص دل نباشد حل مشکلها

یعنی مجھے یقین ہے کہ جو بھی اس قصیدہ مبارک کو خلوصِ قلب سے پڑھے گا اس کی مشکل ضرور حل ہوگی۔

لیکن شرط یہ ہے کہ وہ حاجات جائز ہوں۔

ضروری گزارش قصیدہ کے پڑھنے میں شروط و آداب کا لحاظ لازمی ہے ورنہ اگر نتیجہ میں فائدہ نہ ہو تو قصیدہ کی بے اثری نہ سمجھی جائے بلکہ اپنی غلطی پر اُس کو محمول کرے چنانچہ فرماتے ہیں کہ امام غزنوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس قصیدہ مبارکہ کو ہر رات میں پڑھا کرتے تا کہ اس کی برکت سے زیارتِ سرکارِ ابدقرار صلی اللہ علیہ وسلم حاصل کریں۔ ایک مدت تک پڑھا مگر زیارت سے مشرف نہ ہوئے تو اُنہوں نے اپنے شیخِ کامل کی خدمت میں عرض کیا کہ اس میں کیا راز ہے؟ آپ نے جواب دیا:

"لعلك لا تراعی شرائطها؟"

یعنی غزنوی شاید تو اس کی شرائط کی رعایت نہیں کرتا۔

علامہ غزنوی نے عرض کیا: "لا، بل أراعيها"

یعنی نہیں حضور! میں خاص رعایت اور توجہ سے پڑھتا ہوں۔

"فراقبه الشيخ"

ان کے شیخ نے مراقبہ کیا اور فرمایا:

إنك لا تصلي بالصلاة التي كان يصلي بها الإمام (البوصيري) على النبي صلى الله عليه وسلّم وهي قوله: [1]

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِم

یعنی غزنوی زیارت نہ ہونے کا جو راز ہے وہ معلوم ہو گیا وہ یہ ہے کہ تم وہ درود نہیں پڑھتے جو امام بوصیری نے حضور پر اس قصیدہ کو سناتے ہوئے پڑھا تھا اور وہ درود یہ ہے

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِم

یعنی میرے مولیٰ درود اور سلام ہمیشہ ہمیشہ بھیج اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر جو تمام مخلوق میں افضل و برتر ہیں۔

خصوصی انتباہ ویسے تو ہر مومن کو مندرجہ ذیل اُمور پر عمل ضروری ہے۔ عاملِ اوراد و وظائف اور تعویزات کے عامل کے لئے بہت زیادہ ضروری ہے بالخصوص قصیدہ بردہ شریف کے عامل کے لئے بہت زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔

(۱) اکلِ حلال (حلال روزی) (۲) صدقِ مقال (سچ بولنا) (۳) کم خوردن (کم کھانا)
(۴) کم خفتن (کم سونا) (۵) کم گفتن (کم بولنا)

حضرت بوعلی قلندر پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:

چشم بند و گوش بند و زبان بہ بند
گر نہ بینی راز برما بخند

یعنی آنکھ، کان، زبان بند رکھ اس کے باوجود اگر اسرار و رموز نہ کھلیں تو بے شک ہمارا مذاق اُڑا۔

خوّاصِ قصیدہ بردہ

اس قصیدہ مبارکہ کے فضائل اور خواص بے شمار ہیں بر سبیلِ اختصار جو کتب مشہورہ میں ہیں یہاں بیان ہوتے ہیں۔

---

[1] (العمدة في اعراب البردة قصيدة البوصيري، جلد ۱، صفحہ ۱۸، دار اليمامة للطباعة والنشر - دمشق)

(۱)عمر میں برکت ہونے کے واسطے ایک ہزار ایک مرتبہ پڑھے۔(۲)دفعِ بلا کے واسطے اکہتر (۷۱)مرتبہ پڑھے۔(۳)دفعِ قحط کے واسطے تین مرتبہ۔(۴)تونگری اور دولت مندی کے واسطے سات سو مرتبہ۔(۵)اولادِ صالحہ پیدا ہونے کے لئے ایک سو سولہ بار پڑھے۔(۶)ہر مشکل کام کی آسانی کے واسطے سات سو اکہتر مرتبہ۔(۷)مصیبت زدہ پڑھے یا دوسرا شخص پڑھ کر اس پر دم کرے ہر بلا سے محفوظ رہے۔(۸)جو ہر ایک بار پڑھ کر پھونکے عمر دراز ہو۔(۹)جو شبِ جمعہ کو سترہ بار سات جمعے تک پڑھے نیک بخت اور دولت مند ہو جائے۔(۱۰)جو اپنی خواب گاہ میں جس مطلب کے واسطے پڑھے اس کا مطلب خواب میں معلوم ہو جائے گا۔(۱۱)جو پُرانے قبرستان میں چالیس دن تک ہر روز اکتالیس بار پڑھے دشمن اس کا ہلاک ہو جائے۔(۱۲)جو گلاب پر ہر روز ایک مرتبہ پڑھ کر سات دن تک کسی کو پلا دے اس کا حافظہ خوب ہو جائے۔(۱۳)جسے کوئی سختی پیش آئے تین روزے رکھے اور ہر روز اکیس بار پڑھے۔(۱۴)جو مشک اور زعفران سے لکھ کر گلے میں ڈالے ستر بلا سے محفوظ رہے۔(۱۵)جس گھر میں ہر روز تین مرتبہ پڑھا جائے اکثر بلا سے امن میں رہے۔(۱۶)اگر کوئی مطلب ہو تو ستائیس مرتبہ پڑھے شبِ جمعہ کو اور ستائیس چیزیں صدقہ کرے۔(۱۷)جس گھر میں یہ قصیدہ ہو چور وغیرہ سے محفوظ رہے۔(۱۸)جو اپنی عمر میں اس کو سات ہزار بار پڑھے اس کی عمر سو برس کی ہو جائے۔(۱۹)جو گلاب کے پانی پر پڑھ کر کپڑوں پر ڈالے عزیز خلق اللہ ہو جائے۔(۲۰)اگر سفر میں ہو تو روز ایک بار پڑھا کرے سفر کے مصائب (تکلیفوں) سے محفوظ رہے۔(۲۱)جو قرض دار ہو ہزار مرتبہ پڑھے۔(۲۲)جس مطلب کے واسطے جمعہ کو اکتالیس بار خود پڑھے یا دوسرا اس کے لئے پڑھے مطلب اس کا حاصل ہو جائے۔(۲۳)جس گھر میں یہ قصیدہ پڑھا کرے سات چیزوں سے محفوظ رہے۔اول جنوں کے شر سے،دوسرے زنا سے،تیسرے چیچک سے،چوتھے آنکھوں کی بیماری سے،پانچویں نحوست سے،چھٹے دیوانگی سے،ساتویں مرگِ مفاجات (اچانک موت) سے اور چیزیں اس کو زیادہ ہوں۔اول عمر دراز ہو،دوسرے رزق فراخ ہو،تیسرے صحتِ بدن،چوتھے دولت ونصرت،پانچویں نورِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم دیکھے،چھٹے غنی ہو،ساتویں خوشی وخُرَّمی ہو۔(۲۴)جو اس کی مُداوَمَت (باقاعدگی) کرے اس کی معاون روح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہو جو کوئی نقصان اُس کا چاہے تو اس کا کچھ نقصان نہ ہو بلکہ اسی چاہنے والے کا نقصان ہو۔(۲۵)جو چاہے نفع ونقصان سفر کا معلوم ہو جائے وہ تین بار اول ہزار بار درود شریف پڑھے اس کو خواب میں سفر کا نفع ونقصان معلوم ہو جائے گا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو آگاہ کر دیں گے۔(۲۶)جو کوئی مسافر کا حال معلوم کرنا چاہے وہ شبِ جمعہ کو تین بار پڑھے اور درود شریف بھی پڑھے معلوم ہو جائے گا۔(۲۷)جن وپری کے آسیب کے لئے ایک بار روز چالیس

دن تک پڑھے اوردم کرے۔(۲۸)جو کوئی بچہ پیدا ہوتو نو باردریا کے پانی پردم کرکے نہلائے وہ بچہ ہر بلا سے امن میں رہے گا۔(۲۹)دردِزہ (بچہ کی ولادت کا درد) کے واسطے تین دفعہ گلاب کے پانی پردم کرکے پانی میں ملاکر پلائے جلد خلاصی ہواورتھوڑاسا کمرپربھی مل دے۔(۳۰)جوکشتی پرسوار ہوکرایک بار پڑھے طوفان بھی ہوتو دفع ہوجائے۔(۳۱)جو قید ہو اسے پڑھا کرے رہا ہوجائے۔(۳۲)جس کی زمین میں کھیتی نہ ہوسکتی ہوتخم (بیج) پردم کرکے بوئے بہت پیداوار ہو۔(۳۳)جس کھیتی پرٹڈی آئے سات بار پڑھ کرخاک پردم کرکے ڈال دے جہاں وہ خاک پڑے گی وہاں نہیں آئے گی۔

﴿خواصِ اشعار﴾

شعر 1,2 کو پیالہ پرلکھ کر بارش کے پانی سے دھوکرکسی اڑیل (ضدی) جانورکو پلایا جائے تو وہ جلد سیدھا ہوجائیگا۔اگرکسی کو عربی زبان نہ آتی ہوتو اسے یہ پانی پلایا جائے تو وہ کم سے کم مدت میں عربی زبان سیکھ جائے گا۔

شعر 3 تا 7 کولکھ کراگرمشکوک کی گردن میں لٹکایا جائے تو وہ اپنے جرم کا اقرار کرلے گا۔

شعر 8 کواگرکوئی عشاء کی نماز کے بعداس کا ورد کرے اوراسی ہی عمل کے دوران اسے نیند آجائے تو اُمید ہے کہ وہ زیارتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوگا۔

شعر 9,10 ہرنماز کے بعد پابندی سے پڑھنے کا اثر یہ ہوتا ہے کہ نفس احکامِ الٰہی کی بجاآوری کی جانب راغب ہوتا ہے اورمنہیات (غیرشرعی اعمال) سے کنارہ کشی اختیارکرلیتا ہے۔

شعر 11,12 کوساعتِ زہرہ میں تانبے کے پتر پرلکھ کراس نوِشتہ (لپیٹا ہوا) کو بارش کے پانی سے دھوکر پی لیا جائے تو محبتِ صادق وحلال میں کامیابی حاصل ہوگی۔

شعر 13 تا 15 کونمازِ جمعہ سے فارغ ہوکرگلاب سے لکھ کرپی لینے سے یہ خاصیت ہے کہ نفسِ سرکش مغلوب ہوجائے گا اورگناہوں سے توبہ کی توفیق ہوگی۔

شعر 14 تا 20 کواگرکوئی شخص ہرنماز فرض کے بعد بیس بار پڑھے گا تو وہ کتاب وسنت پر عامل اور بدعت سے مصُون (محفوظ) و مامون ہوجائے گا۔

شعر 22,23 کا شبِ جمعہ میں وردقسی القلب (دل کی سختی) اورگناہگار شخص کورقیق القلب (نرم دل) اورنیکوکاربنادیتا ہے اور وہ گناہوں کے ارتکاب پرنادم ہوتا ہے۔

شعر 24,25 کی مُوَاظَبت (مستقل) کرنے والا غلبۂ نفس وشیطان سے ہمیشہ محفوظ رہیگا۔

شعر 26 تا 28 کی خصوصیت یہ ہے کہ اگر کسی عمل اور علم میں 'ریا' یا 'غرور' کو دخل ہو تو ایسا شخص طلوعِ فجر کے وقت انہیں اکہتر (۷۱) بار پڑھے پھر انہیں لکھ کر بازو پر باندھ لے وہ متواضع ہو جائے گا اور غرور و ریا کا شائبہ بھی اس میں نہ ہوگا۔

شعر 29,30 کو اگر تختی پر لکھ کر سوتے وقت سرہانے رکھ لیا جائے تو بہ، غرضِ عبادت، شب بیداری کی عادت اور اعمالِ صالحہ سے دلچسپی پیدا ہو جائیگی۔

شعر 35,36 کی خصوصیت یہ ہے کہ ان کی مُوَاظَبت (مستقل) سے انسان کو مصائب سے نجات مل جاتی ہے۔

شعر 37 کو اگر ہر نماز کے بعد صلوٰۃ وسلام کے ساتھ دس بار پڑھا جائے تو ایمان محفوظ رہتا ہے۔ صلوٰۃ وسلام جو اس شعر سے پہلے پڑھے جائیں وہ صیغۂ مخصوصہ میں ہونے چاہئیں یعنی

"اللھم صل وسلم علی نبیک البشیر الداعی الیک باذنک السراج المنیر"

شعر 81,82 کو ہر نماز کے بعد سترہ بار پڑھنے سے قیدی یا حکومت سے خائف انسان کو قید وخوف سے رہائی مل جاتی ہے۔

شعر 83,84 کی خاصیت یہ ہے کہ انہیں پکی ہوئی مٹی کی تختی پر لکھ کر دھو کر پینے سے انسان کو بیماری سے نجات مل جاتی ہے۔

شعر 85 تا 87 کی خاصیت یہ ہے کہ انہیں مرگی کے مریض کی پیشانی پر لکھنے، کپڑے پر لکھ کر اس کی دھونی دینے اور تعویذ بنا کر گلے میں ڈالنے سے یہ مرض جاتا رہتا ہے۔

شعر 88 تا 102 کو پکی مٹی کی تختی پر گلاب اور زعفران سے لکھ کر سوتے وقت اور نیند سے اُٹھنے کے وقت پانی سے دھو کر پی لیا جائے تو لکنت (توتلاپن) چلی جائے گی اور عبادت میں جی لگے گا۔

دیگر خواص ❁ حضرت علامہ سید خرپوتی حنفی قدس سرہٗ کی شرح سے چند دیگر خواص ملاحظہ فرمائیں

فَكَيْفَ تُنْكِرُ حُبًّا بَعْدَ مَا شَهِدَتْ

بِهٖ عَلَيْكَ عُدُوْلُ الدَّمْعِ وَالسَّقَمِ

یعنی بعد اس کے کہ دو عادل گواہ! آنسو اور بیماری تیرے عشق پر شہادت دے رہے ہیں تو کس طرح پھر عشق سے انکار کرسکتا ہے؟

مُحَمَّدٌ سَيِّدُ الْكَوْنَيْنِ وَ الثَّقَلَيْنِ
وَ الْفَرِيْقَيْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّ مِنْ عَجَمٍ

یعنی اوصافِ مذکورہ بالا کے مصداق جنابِ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو دین ودنیا، جنّ و بشر اور دونوں فریق عرب وعجم کے سردار ہیں۔

یہ بیت مبارک ہر قسم کے آسیب زدہ پر پڑھ کر دم کریں اور چینی پر لکھ کر پلائیں تو چندروز میں شفاء حاصل ہو بلکہ اس کا تعویذ لکھ کر گلے میں باندھ دیں۔

ضعفِ قلب وغمگینی وتنگیٔ نفس کے لئے یہ شعر مبارک حروفِ مقطعات میں سیب پر لکھ کر کھلائیں ۔ چندروز کھلانے سے صحت ہوگی اور اگر شیشہ کے برتن پر شعر لکھا جائے اور دھو کر پلایا جائے تو ضیق النفس (تنگیٔ نفس) کو عجب الاثر ہے۔

لَوْ لَا الْهَوٰى لَمْ تُرِقْ دَمْعًا عَلٰى طَلَلٍ
وَ لَا اَرِقْتَ لِذِكْرِ الْبَانِ وَ الْعَلَمِ

یعنی اگر تجھے کسی کی محبت نہ ہوتی تو کھنڈرات پر کیوں آنسو بہاتا اور درخت بان (ایک قسم کا درخت) اور کوہِ اِضم (ایک پہاڑ کا نام جو مضافاتِ مدینہ منورہ میں واقعہ ہے۔) کی یاد میں کیوں راتوں کو جاگتا؟

حروفِ مقطعات لکھنے کے یہ معنی ہیں کہ مرکب حروف کو علیحدہ علیحدہ لکھا جائے۔ حسبِ طریقہ ذیل:

ل ول اال ہ وی ل م ت رق دم ع اع ل اط ل ل۔ ول اارق ت ل ذ ک رال ب ان وال ع ل م

برائے قضاءِ حاجات وحصولِ مرادات تین بار یہ شعر پڑھ کر کام شروع کرے انشاء اللہ تعالیٰ حاجت ومقصد پورا ہو

فَكَيْفَ تُنْكِرُ حُبًّا بَعْدَ مَا شَهِدَتْ
بِهٖ عَلَيْكَ عُدُوْلُ الدَّمْعِ وَالسِّقَمِ

یعنی بعد اس کے کہ دو عادل گواہ! آنسو اور بیماری تیرے عشق پر شہادت دے رہے ہیں تو کس طرح پھر عشق سے انکار کرسکتا ہے۔

اگر اپنی بیوی کی طرف سے کسی رازِ مخفی کا وہم ہو تو اس شعر کو لیموں کے پتے پر لکھ کر جبکہ وہ سو رہی ہو اُس کے سینہ پر رکھ دیں لیکن یہ خیال رہے کہ بائیں چھاتی پر رکھیں تو وہ سوتے ہوئے سب کچھ ظاہر کر دے گی۔

اگر کسی پر چوری کا شبہ ہو تو شعرِ مذکور مینڈک کی رنگی ہوئی کھال پر لکھ کر اپنے گلے میں ڈالے اور اُس سے سوال کرے وہ

دہشت زدہ ہوکر علی الفور (فوراً) اقرارِ جرم کرلے گا باذِن اللہ تعالیٰ۔

نَعَمْ سَرٰی طَیْفُ مَنْ اَھْوٰی فَاَرَّقَنِیْ

وَ الْحُبُّ یَعْتَرِضُ اللَّذَّاتِ بِالْاَلَمِ

یعنی ہاں ناگہانی (اچانک) رات کو معشوق کا خیال میرے پاس آیا اور اُس نے مجھے بیخواب کردیا واقعی محبت لذاتِ زندگی کو غم سے فنا کردیتی ہے یا ان میں حائل ہوجاتی ہے۔

برائے مقہوریٔ اعداء (دشمنوں کے قہر) گول کاغذ پر یہ شعر مدور (گول) سطر میں لکھ کر اپنے عمامہ کے اندر رکھے اور پیشانی کی طرف یہ شعر رکھے انشاء اللہ دشمن ذلیل ہو اور خود اُس کے شر سے محفوظ رہے۔

مَحَضْتَنِیْ النُّصْحَ لٰکِنْ لَّسْتُ اَسْمَعُہٗ

اِنَّ الْمُحِبَّ عَنِ الْعُذَّالِ فِیْ صَمَمِ

یعنی ناصح (نصیحت کرنے والا) تو بیشک مجھے خلوصِ دل کے ساتھ نصیحت کرتا ہے لیکن افسوس کہ میں اس کو سن نہیں سکتا کیونکہ عاشق ملامت گروں (ملامت کرنے والوں) کی ملامت (بُرائی) سننے سے بہرا ہوتا ہے۔

جرائم پیشہ کی اصلاح کے لئے یہ عمل عجیب الاثر ہے۔مندرجہ ذیل شعر ایک کاغذ پر بعد نمازِ جمعہ گلاب کے عرق سے دھوکر پلائیں اور اُسی جگہ روبقبلہ بٹھائیں اور خشوع وخضوع سے بارگاہِ الٰہی میں دعائے توفیق توبۃ النصوح (گناہوں سے توبہ) کرائیں۔عصر ومغرب وہاں ہی پڑھی جائے عشاء تک اسی طرح صلوٰۃ وسلام بخشوع وخضوع پڑھا جائے تو انشاء اللہ ہر قسم کے کبائر (بڑے گناہوں) سے محفوظ رہے۔

وَ لَا تُطِعْ مِنْھُمَا خَصْمًا وَ لَا حُکَمًا

فَاَنْتَ تَعْرِفُ کَیْدَ الْخَصْمِ وَ الْحَکَمِ

یعنی نفس اور شیطان دونوں کی کسی حالت میں بھی اطاعت نہ کر خواہ وہ بلباس مخالف ہوں یا بلباس حاکم۔عادل ایسے مخالف اور حاکم کے مکروں کو تو خوب جانتا ہے۔

برائے حاجاتِ دینی ودنیوی یہ بیت مبارک ایک مجلس میں ایک ہزار ایک مرتبہ معہ اول وآخر درود وقصیدہ گیارہ گیارہ بار پڑھے انشاء اللہ ایک ہی مجلس کے پڑھنے سے مراد پوری ہو اور اگر اتنی مقدار نہ پڑھ سکے تو میرا تجربہ ہے کہ ہر وقت پڑھتا رہے تو بھی اس کی برکات سے محروم نہیں رہتا بفضلہٖ تعالیٰ مراد پوری ہوتی ہے۔

هُوَ الْحَبِیْبُ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَاعَتُهٗ
لِکُلِّ هَوْلٍ مِّنَ الْاَهْوَالِ مُقْتَحَمٖ

یعنی آپ خداتعالیٰ کے وہ محبوب ہیں کہ مصیبتوں میں ہر ایک سخت مصیبت میں آپ کی شفاعت کی توقع کی جاتی ہے۔

برائے آسانی سکرات بالینِ مریض پر پڑھیں اگر وقت پورا ہو چکا ہے موت آسانی سے ہوگی ورنہ شفاءِ عاجلہ حاصل ہو۔

لَوْنَا سَبَتْ قَدْرَهٗ اٰیَاتُهٗ عِظَمًا
اَحْیَا اَسْمُهٗ حِیْنَ یُدْعٰی دَارِسِ الرِّمَمٖ

یعنی اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات عظمت میں حضور کی قدر و منزلت کے برابر ہوتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسمِ مبارک جس وقت بوسیدہ ہڈیوں پر پڑھا جاتا تو انہیں زندہ کر دیتا۔

جنگل یا آبادی میں جب کہ وحوش وسباع (وحشی وگوشت خور جانور) کا خطرہ ہو تو یہ شعر سات بار یا نو بار پڑھ کر اپنے گرد انگشت سبابہ (شہادت کی انگلی) سے حصار (اپنے گرد دائرہ) کر لے انشاء اللہ دائرہ کے اندر وہ وحشی داخل نہ ہو سکے گا بلکہ درندہ مزاج (درندہ صفات یعنی ظالم) انسان بھی ہوگا تو اُس سے بھی محفوظ رہے گا۔

وِقَایَةُ اللّٰهِ اَغْنَتْ عَنْ مُّضَاعَفَةٍ
مِّنَ الدُّرُوْعِ وَعَنْ عَالٍ مِّنَ الْاُطُمٖ

یعنی خداوند تعالیٰ کی حفاظت نے آپ کو دہری زرہوں (مضبوط جنگی لوہے کا بنا ہوا لباس) اور بلند قلعوں (اُونچی عمارتوں) کی پناہ سے بے نیاز کر دیا تھا۔

سفر میں جاتے ہوئے یہ بیت مبارک ایک کاغذ پر لکھ کر پہلا مصرعہ اپنے گھر میں رکھ دے دوسرا مصرعہ اپنے ساتھ سفر میں لے جائے انشاء اللہ بعافیت گھر واپس آئے۔

مَاسَامَنِی الدَّهْرُ ضَیْمًا وَّاسْتَجَرْتُ بِهٖ
اِلَّا وَنِلْتُ جِوَارًا مِّنْهُ لَمْ یُضَمٖ

یعنی زمانہ نے مجھے کبھی تکلیف اور ضرر نہیں دیا جس حالت میں کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے طالبِ پناہ ہوا ہوں مگر میں آپ سے ایسی پناہ کے حاصل کرنے پر فائز ہوا کہ جس کو طاقت مغلوب نہیں کر سکتی یعنی دائمی امداد ملی۔

اگر کسی عورت نے مرد کو باندھ دیا ہو یعنی اُس کے سوا کسی (بیوی) سے مجامعت (مباشرت) کے قابل نہ ہو تو تین انڈے مرغ کے جوش دے کر چھیلے اور انڈوں پر حروفِ مہملہ [1] میں پہلا مصرع اس طرح لکھے کہ دونوں انڈوں کے چاروں طرف حروف پُر ہو جائے اور دوسرا مصرع تیسرے انڈے پر اُسی طرح لکھ کر پہلے مصرع کے دونوں انڈے خود کھالے اور تیسرا انڈا عورت کو کھلا دے انشاءاللہ کھل جائے گا اور سحر سفلی (سفلی جادو) جو اُس پر کیا گیا ہے رَد (ختم) ہو جائے گا۔

وَبِتَّ تَرْقٰی اِلٰی اَنْ نِّلْتَ مَنْزِلَةً
مِّنْ قَابَ قَوْسَیْنِ لَمْ تُدْرَكْ وَلَمْ تُرَمٖ

یعنی اور آپ رات چڑھتے چڑھتے منزل قابَ قوسین تک پہنچے یعنی آپ اور خدا تعالیٰ کے درمیان دو گوشہ کمان کا فرق تھا۔ یہ منزل ایسی ہے جو نہ قبل ازیں حاصل کی گئی اور نہ طلب کی گئی یعنی نہ اس سے پہلے نہ کبھی کوئی یہاں تک پہنچا اور نہ اس کا طلبگار رہوا۔

جس شخص کے دل میں حزن وملال (غم) یا تنگی ہو اور مکدر (کدورت آمیز، رنجیدہ) رہتا ہوا سے یہ بیت مبارک حروفِ مقطعہ میں سیب پر لکھ کر کھلائیں انشاءاللہ رفعِ مرض ہوگا اور اگر شیشہ پر لکھ کر دھو کر پلا دیں تو بھی مفید ہوگا لیکن تفاح یعنی سیب پر لکھ کر دینا زیادہ مفید ہے۔

فَكَیْفَ تُنْكِرُ حُبًّا بَعْدَ مَا شَهِدَتْ
بِهٖ عَلَیْكَ عُدُوْلُ الدَّمْعِ وَالسَّقَمٖ

یعنی بعد اس کے کہ دو عادل گواہ! آنسو اور بیماری تیرے عشق پر شہادت دے رہے ہیں تو کس طرح پھر عشق سے انکار کر سکتا ہے۔

مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْكَوْنَیْنِ وَ الثَّقَلَیْنِ
وَ الْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّ مِنْ عَجَمٖ

یعنی اوصافِ مذکورہ بالا کے مصداق جنابِ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو دین ودنیا، جن و بشر اور دونوں فریق عرب وعجم کے سردار ہیں۔

یہ بیت مبارک ہر قسم کے آسیب زدہ پر پڑھ کر دم کریں اور چینی پر لکھ کر پلائیں تو چند روز میں شفاء حاصل ہو بلکہ اس کا تعویذ لکھ کر گلے میں باندھ دیں۔

---

[1] حروف مہملہ درج ذیل تیرہ ہیں: (ا، ح، د، ر، س، ص، ط، ع، ک، ل، م، و، ھ)

﴿قصیدہ بردہ شریف مع ترجمہ﴾

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

یہ درود شریف اول وآخر اس قصیدہ شریف کے روبقبلہ ہو کر سترہ سترہ مرتبہ پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ نِالنَّبِيِّ الْاُمِّيِّ

وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

یعنی اے اللہ درود بھیج ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو نبی اور اُمی ہیں۔آپ کی آل اور آپ کے اصحاب (رضوان اللہ علیہم اجمعین) پر اور بھیج برکت اور سلام۔

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ مُنْشِى الْخَلْقِ مِنْ عَدَمِ

ثُمَّ الصَّلٰوةُ عَلَى الْمُخْتَارِ فِى الْقِدَمِ

یعنی تمام خوبیاں اللہ عزوجل کے لئے جو مخلوق کو عدم سے پیدا کرنے والا ہے پھر درود ہو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جو ہمیشہ سے برگزیدہ ہیں۔

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا

عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

یعنی میرے مولیٰ درود اور سلام ہمیشہ ہمیشہ بھیج اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر جو تمام مخلوق میں افضل وبرتر ہیں۔

اَلْفَصْلُ الْاَ وَّلُ فِیْ ذِكْرِ عِشْقِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

پہلی فصل:﴿رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق ومحبت کے بیان میں﴾

اَمِنْ تَذَكُّرِ جِيْرَانٍ بِذِىْ سَلَمٍ

مَزَجْتَ دَمْعًا جَرٰى مِنْ مُقْلَةٍ بِدَمٖ

کیا تو نے مقامِ ذی سلم کے ہمسایوں کی یاد میں آنسوؤں کو (جو تیری) آنکھ سے جاری ہیں خون سے ملا دیا ہے؟

اَمْ هَبَّتِ الرِّیْحُ مِنْ تِلْقَآءِ کَاظِمَۃٍ
وَ اَوْمَضَ الْبَرْقُ فِی الظُّلْمَآءِ مِنْ اِضَمٖ

یعنی یا موضع (مقام) کاظمہ کی طرف سے ہوا چل رہی ہے یا شبِ تاریک میں اضم سے بجلی چمک رہی ہے۔

فَمَا لِعَیْنَیْکَ اِنْ قُلْتَ اُکْفُفَاھَمَتَا
وَ مَا لِقَلْبِکَ اِنْ قُلْتَ اسْتَفِقْ یَھِمٖ

یعنی پس اگر یہ نہیں تو تیری آنکھوں کو کیا ہو گیا کہ اگر تو انہیں کہتا ہے کہ تھم جاؤ تو وہ اور بھی زیادہ بہنے لگتی ہیں اور تیرے دل پر کون سی آفت آن پڑی کہ اگر تو اسے کہے کہ سنبھل جا تو زیادہ غمگین ہو جاتا ہے۔

اَیَحْسَبُ الصَّبُّ اَنَّ الْحُبَّ مُنْکَتِمٌ
مَا بَیْنَ مُنْسَجِمٍ مِّنْہُ وَ مُضْطَرِمٖ

یعنی کیا عاشق یہ خیال کر سکتا ہے کہ رازِ محبت اس کے اشکِ رواں اور دلِ بریاں (مضطرب) کے ہوتے ہوئے چھپ سکے گا ہرگز نہیں۔

لَوْ لَا الْھَوٰی لَمْ تَرِقْ دَمْعًا عَلٰی طَلَلٍ
وَلَا اَرِقْتَ لِذِکْرِ الْبَانِ وَ الْعَلَمٖ

یعنی اگر تجھے کسی کی محبت نہ ہوتی تو کھنڈرات پر کیوں آنسو بہاتا اور درختِ بان (ایک قسم کا درخت) اور کوہِ اضم (ایک پہاڑ کا نام جو مضافاتِ مدینہ منورہ میں واقعہ ہے۔) کی یاد میں کیوں راتوں کو جاگتا؟

فَکَیْفَ تُنْکِرُ حُبًّا بَعْدَ مَا شَھِدَتْ
بِہٖ عَلَیْکَ عُدُوْلُ الدَّمْعِ وَالسِّقَمٖ

یعنی بعد اس کے کہ دو عادل گواہ آنسو اور بیماری تیرے عشق پر شہادت دے رہے ہیں تو کس طرح پھر عشق سے انکار کر سکتا ہے؟

وَ اَثْبَتَ الْوَجْدُ خَطَّی عَبْرَۃٍ وَّ ضَنًی
مِثْلَ الْبَھَارِ عَلٰی خَدَّیْکَ وَ الْعَنَمٖ

یعنی اور تو عشق سے کس طرح انکار کر سکتا ہے جب غم نے تیرے رخساروں پر دو نشان آنسو اور لاغری (کمزوری) کے مثل گلابِ زرد اور درختِ غم کے نمایاں کر دیئے ہیں۔

نَعَمْ سَرٰی طَیْفُ مَنْ اَھْوٰی فَاَرَّقَنِیْ
وَ الْحُبُّ یَعْتَرِضُ اللَّذَّاتِ بِالْاَلَمِ

یعنی ہاں نا گہانی (اچانک) رات کو معشوق کا خیال میرے پاس آیا اور اُس نے مجھے بیخواب کر دیا واقعی محبت لذاتِ زندگی کو غم سے فنا کر دیتی ہے یا ان میں حائل ہو جاتی ہے۔

یَا لَآئِمِیْ فِی الْھَوٰی الْعُذْرِیِّ مَعْذِرَۃٍ
مِنِّیْ اِلَیْکَ وَ لَوْ اَنْصَفْتَ لَمْ تَلُمِ

یعنی اے میرے سرزنش کرنے والے میرا عشق جس کی نسبت آپ مجھے ملامت کرتے ہیں بنی عذرہ کے جوانوں کا عشق ہے جو کبھی زائل نہیں ہوسکتا۔ میرا عذر قبول کیجئے کہ میں اس عشق میں مجبور ہوں اس لئے ہٹ نہیں سکتا اگر تو انصاف کرتا تو مجھے ملامت نہ کرتا۔

عَدَتْکَ حَالِیْ لَا سِرِّیْ بِمُسْتَتِرٍ
عَنِ الْوِشَاۃِ وَلَا دَائِیْ بِمُنْحَسِمِ

یعنی تمہارے سوا اور لوگوں تک بھی میرے عشق کا چرچا پہنچ چکا ہے اب تو میرا راز غمازوں (چغلخوروں) سے پوشیدہ رہ سکتا ہے نہ میرا مرض دور ہوسکتا ہے۔

مَحَضْتَنِی النُّصْحَ لٰکِنْ لَسْتُ اَسْمَعُہٗ
اِنَّ الْمُحِبَّ عَنِ الْعُذَّالِ فِیْ صَمَمِ

یعنی ناصح (نصیحت کرنے والا) تو بیشک مجھے خلوصِ دل کے ساتھ نصیحت کرتا ہے لیکن افسوس کہ میں اس کو سن نہیں سکتا کیونکہ عاشق ملامت گروں (ملامت کرنے والوں) کی ملامت (بُرائی) سُننے سے بہرا ہوتا ہے۔

اِنِّیْ اتَّھَمْتُ نَصِیْحَ الشَّیْبِ فِیْ عَذَلِیْ
وَ الشَّیْبُ اَبْعَدُ فِیْ نُصْحٍ عَنِ التُّھَمِ

یعنی ہر چند کہ پیری (ضعیفی) اپنے ناصح (خیرخواہ) ہونے میں (بوجہ قدرتی ناصح کے) ناراستی (جھوٹ) کی تہمت سے پاک اور مبرا ہے لیکن میں اس کو اس ملامت میں جو وہ مجھ کو کرتی ہے مُتّہم (بدنام) کرتا ہوں اس کو سچا نہیں جانتا۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ فِیْ مَنْعِ هَوَی النَّفْسِ

فصلِ دوم :﴿خواہشاتِ نفس کی مذمت﴾

فَاِنَّ اَمَّارَتِیْ بِالسُّوْءِ مَا اتَّعَظَتْ
مِنْ جَهْلِهَا بِنَذِيْرِ الشَّيْبِ وَ الْهَرَمِ

یعنی کیونکہ فی الحقیقت میرے نفسِ امارہ نے جو بُرائی کی طرف کھینچتا ہے اپنی جہالت سے ڈرانے والے بڑھاپے کے وعظ کو قبول نہ کیا۔

وَ لَا اَعَدَّتْ مِنَ الْفِعْلِ الْجَمِيْلِ قِرٰی
ضَيْفٍ اَلَمَّ بِرَأْسِیْ غَيْرَ مُحْتَشِمِ

یعنی اوراس مہمان کے لئے جو بے خبراور بلا درخواست میرے سر پر آموجود ہوا میرے نفسِ امارہ نے اعمالِ (حسنہ) سے اس کی کوئی آو بھگت نہیں کی۔

لَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ اَنِّیْ مَا اُوَقِّرُهٗ
كَتَمْتُ سِرًّا بَدَا لِیْ مِنْهُ بِالْكِتَمِ

یعنی اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ میں اس مہمان کی عزت نہیں کروں گا تو میں اس راز (موئے سفید) کو اس مہمان کے باعث ظاہر ہو وَسمہ (رنگ،مہندی) سے چھپالیتا۔

مَنْ لِیْ بِرَدِّ جِمَاحٍ مِنْ غِوَايَتِهَا
كَمَا يُرَدُّ جِمَاحُ الْخَيْلِ بِاللُّجُمِ

یعنی کیا کوئی شخص میرے لئے اس امر کا ذمہ لیتا ہے کہ میرے نفس کی سرکشی کو جو گمراہی میں مبتلا ہے روک دے جس طرح سرکش گھوڑے کو لگام سے روکا جاتا ہے۔

فَلَا تَرُمْ بِالْمَعَاصِیْ كَسْرَ شَهْوَتِهَا
اِنَّ الطَّعَامَ يُقَوِّیْ شَهْوَةَ النَّهِمِ

یعنی نفسِ سرکش کی خواہش کو گناہوں سے توڑنے کا ارادہ مت کر کیونکہ طعام (کھانا) بِسیار خور (زیادہ کھانے والے) کی خواہش کو زیادہ تقویت دیتا ہے۔

وَ النَّفْسُ کَالطِّفلِ اِنْ تُهمِلهُ شَبَّ عَلٰی
حُبِّ الرَّضَاعِ وَ اِنْ تَفطِمْهُ یَنفَطِمِ

یعنی نفس کی مثال اس شِیر خوار بچہ کی سی ہے جس کوتو اگر دودھ پینے چھوڑ دے تو وہ دودھ کی محبت ہی میں جوان ہوگا (یعنی جوانی تک دودھ پینے کا عادی رہے گا) اور اگر تو اُسے دودھ پینے سے روک دے تو وہ رُک جائے گا۔

فَاصْرِفْ هَوَاهَا وَ حَاذِرْ اَنْ تُوَلِّیَهٗ
اِنَّ الْهَوٰی مَا تَوَلّٰی یُصْمِ اَوْ یَصِمِ

یعنی نفس کو اپنی خواہش سے روک اور ڈر یعنی ہوشیار رہ کہ کہیں تو اس کو اپنا حاکم نہ بنادے کیونکہ ہوائے نفس جس پر غالب آجاتی ہے تو اس کو یا تو مار ڈالتی ہے یا نِکما کر دیتی ہے۔

وَرَاعِهَا وَهْیَ فِی الْاَعْمَالِ سَائِمَةٌ
وَ اِنْ هِیَ اِسْتَحَلَّتِ الْمَرْعٰی فَلَا تُسِمِ

یعنی جس حالت میں نفسِ سرکش (چراگاہ) اعمال میں چر رہا ہو اس کی پوری پوری حفاظت کر اور اگر وہ چراگاہ کو خوشگوار خیال کرنے لگے تو مت چرنے دے۔

کَمْ حَسَّنَتْ لَذَّةً لِلْمَرْءِ قَاتِلَةً
مِنْ حَیْثُ لَمْ یَدْرِ اَنَّ السُّمَّ فِی الدَّسَمِ

یعنی نفس کئی خواہشوں کو اس طرح بنا سنوار کر آدمی کے سامنے پیش کرتا ہے جو اس کے لئے مہلک (نقصان دہ) ہوتی ہیں وہ نہیں جانتا کہ بعض مرتبہ چرب (چکنے) لذیذ کھانے میں زہر ملا ہوتا ہے۔

وَ اخْشَ الدَّسَآئِسَ مِنْ جُوْعٍ وَّ مِنْ شَبَعٍ
فَرُبَّ مَخْمَصَةٍ شَرٌّ مِّنَ التُّخَمِ

یعنی بھوک اور سیری (بھوک پیاس مٹ جانے) کے اندرونی نقصانات سے ڈرتا رہ کیونکہ بسا اوقات بھوک شکم سیری (پیٹ بھر کے کھانے) کی نسبت زیادہ بُری ثابت ہوتی ہے۔

وَ اسْتَفْرِغِ الدَّمْعَ مِنْ عَیْنٍ قَدِ امْتَلَاَتْ
مِنَ الْمَحَارِمِ وَ الْزَمْ حِمْیَةَ النَّدَمِ

یعنی اپنی آنکھ سے جو ارتکاب حرام کے گناہوں سے پُر ہے رو رو کر آنسو بہا اور اس توبہ پر جو ندامتِ گناہ کے بعد تو نے کی ہے ثابت قدم رہ۔

وَ خَالِفِ النَّفْسَ وَ الشَّیْطَانَ وَاعْصِهِمَا

وَ اِنْ هُمَا مَحَّضَاكَ النُّصْحَ فَاتَّهِمِ

یعنی نفس اور شیطان کی پوری پوری مخالفت کر اور ان کا کہنا ہرگز نہ مان اور اگر یہ کہیں کہ ہم محض خیراَندیشی (خیرخواہی) سے یہ نصیحت کرتے ہیں کہ تو بھی ان کو جھوٹا سمجھ۔

وَ لَا تُطِعْ مِنْهُمَا خَصْمًا وَ لَا حَكَمًا

فَاَنْتَ تَعْرِفُ كَيْدَ الْخَصْمِ وَ الْحَكَمِ

یعنی نفس اور شیطان دونوں کی کسی حالت میں بھی اطاعت نہ کر خواہ وہ بلِباسِ مخالف ہوں یا بلِباسِ حاکم۔ عادل ایسے مخالف اور حاکم کے مکروں کو تو خوب جانتا ہے۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ مِنْ قَوْلٍ بِلَا عَمَلٍ

لَقَدْ نَسَبْتُ بِهٖ نَسْلًا لِّذِیْ عُقُمٖ

یعنی ایسے کلام سے جس پر میں خود کاربند نہیں ہوں میں خدا تعالیٰ سے پناہ مانگتا ہوں۔ خدا کی قسم میرا لوگوں کو نصیحت کرنا گویا بانجھ عورت کی طرف اولاد کو منسوب کرنا ہے۔

اَمَرْتُكَ الْخَيْرَ لٰكِنْ مَّا ائْتَمَرْتُ بِهٖ

وَ مَا اسْتَقَمْتُ فَمَا قَوْلِیْ لَكَ اسْتَقِمٖ

یعنی تجھ کو تو میں نیکی کا حکم دیتا ہوں لیکن میں خود اس حکم کی فرمانبرداری نہیں کرتا جب میں خود سیدھے راستے پر نہیں چلتا تو میرا تجھے یہ کہنا کہ سیدھے راستے پر چل بے معنی ہے یا کہ اس کی تاثیر درحقیقت کیا ہوسکتی ہے۔

وَ لَا تَزَوَّدْتُ قَبْلَ الْمَوْتِ نَافِلَةً

وَ لَمْ اُصَلِّ سِوٰى فَرْضٍ وَ لَمْ اَصُمٖ

یعنی میں نے مرنے سے پہلے نوافل کا کچھ توشہ (حصہ) حاصل نہیں کیا نہ میں نے فرض نماز کے سوا نماز پڑھی اور نہ میں نے فرضی روزوں کے سوا کبھی روزے رکھے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِث فِیْ مَدْحِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

فصلِ سوم :﴿ ثنائے نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم ﴾

ظَلَمْتُ سُنَّۃَ مَنْ اَحْیَ الظَّلَامَ اِلٰی
اَنْ اشْتَکَتْ قَدَمَاہُ الضُّرَّ مِنْ وَرَمٖ

یعنی افسوس میں نے اس ذاتِ اقدس کے طریقہ مسنونہ کی پیروی نہ کی جو اندھیری رات کو زندہ رکھتے تھے۔عبادت کے لئے کھڑے رہتے تھے یہاں تک کہ آپ کے دونوں قدمین مبارک وَرم سے بیمار ہوجاتے تھے یا ورم کی شکایت کرتے تھے۔

وَ شَدَّ مِنْ سَغَبٍ اَحْشَاءَ ہٗ وَ طَوٰی
تَحْتَ الْحِجَارَۃِ کَشْحًامُتْرَفَ الْاَدَمٖ

یعنی وہ ذاتِ اقدس جس نے بھوک کی شدت سے اپنے پیٹ کو کسا (باندھا)اوراپنے نازک پہلو پر پتھر باندھا۔

وَ رَاوَدَتْہُ الْجِبَالُ الشُّمُّ مِنْ ذَھَبٍ
عَنْ نَفْسِہٖ فَاَرَاھَا اَیَّمَا شَمَمٖ

یعنی سونے کے بلند پہاڑوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پُھسلانا چاہا پس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت استغناء (بے پرواہی) ظاہر کیا کچھ پرواہ نہ کی۔

وَ اَکَّدَتْ زُھْدَہٗ فِیْھَاضَرُوْرَتُہٗ
اِنَّ الْضَرُوْرَۃَ لَا تَعْدُوْا عَلَی الْعِصَمٖ

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیوی حاجت نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زُہد (پرہیز گاری) کو اور بھی زیادہ مستحکم کردیا فی الحقیقت اِحتیاجِ دنیوی (دنیاوی حاجت) عصمتِ حقیقی (حقیقی پرہیز گاری) پر غالب نہیں آسکتی۔

وَ کَیْفَ تَدْعُوْا اِلَی الدُّنْیَا ضَرُوْرَۃُ مَنْ
لَوْ لَاہُ لَمْ تُخْرَجِ الدُّنْیَا مِنَ الْعَدَمٖ

یعنی کس طرح ممکن ہے کہ ایسی ذاتِ اقدس کو اُس کی ضرورت دنیا کی طرف بلائے کہ آپ پیدا نہ ہوتے تو دنیا ہی عَدَم (سرے) سے وجود میں نہ آتی۔

مُحَمَّدٌ سَيِّدُ الْكَوْنَيْنِ وَ الثَّقَلَيْنِ
وَ الْفَرِيْقَيْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّ مِنْ عَجَمٍ

یعنی اوصافِ مذکورہ بالا کے مصداق جنابِ محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلم ہیں جو دین ودنیا، جن و بشر اور دونوں فریق عرب وعجم کے سردار ہیں۔

نَبِيُّنَا الْاٰمِرُ النَّاهِيْ فَلَا اَحَدٌ
اَبَرَّ فِيْ قَوْلِ لَا مِنْهُ وَ لَا نَعَمٍ

یعنی ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اچھے کاموں کی ہدایت کرنے والے اور بُرے کاموں سے روکنے والے ہیں پس کوئی نہی وامر کے بیان کرنے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ رَاست گو (سچا) نہیں ہے یا کسی سوال کے جواب دینے میں آپ سے بڑھ کر کوئی اور صادق نہیں ہے خواہ وہ جواب نفی میں ہو یا اثبات میں کیونکہ جواب کی یہی دوصورتیں ہوسکتی ہیں۔

هُوَ الْحَبِيْبُ الَّذِيْ تُرْجَى شَفَاعَتُهٗ
لِكُلِّ هَوْلٍ مِّنَ الْاَهْوَالِ مُقْتَحَمٍ

یعنی آپ خدا تعالیٰ کے وہ محبوب ہیں کہ مصیبتوں میں ہر ایک سخت مصیبت میں آپ کی شفاعت کی توقع کی جاتی ہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے: "أَنَا حَبِيْبُ اللّٰهِ وَلَا فَخْرَ" [1]

یعنی میں اللہ کا پیارا ہوں اور کچھ فخر مقصود نہیں۔

دَعَا اِلَى اللّٰهِ فَالْمُسْتَمْسِكُوْنَ بِهٖ
مُسْتَمْسِكُوْنَ بِحَبْلٍ غَيْرِ مُنْفَصِمٍ

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو خدا کی طرف بلایا پس جو لوگ آپ کے دامانِ عالی سے وابستہ ہیں وہ درحقیقت ایسی مضبوط رَسی پکڑے ہوئے ہیں جو ٹوٹنے والی نہیں۔

فَاقَ النَّبِيِّيْنَ فِيْ خَلْقٍ وَّ فِيْ خُلُقٍ
وَ لَمْ يُدَانُوْهُ فِيْ عِلْمٍ وَّ لَا كَرَمٍ

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم حسنِ صورت اور حسنِ سیرت میں سب پیغمبروں پر سبقت لے گئے ہیں اور کوئی پیغمبر بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رُتبہ معرفت اور سخاوت تک نہیں پہنچ سکتا۔

---

[1] (سنن الترمذی، ابواب المناقب، باب ماجاء فی فضل النبی صلی اللہ علیہ وسلم، حدیث ۳۶۳۶، جلد ۵، صفحہ ۳۵۴، ۳۵۵، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

وَ كُلُّهُمْ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ مُلْتَمِسٌ
غَرْفًا مِنَ الْبَحْرِ اَوْ رَشْفًا مِّنَ الدِّيَمِ

یعنی تمام پیغمبر علیہم السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دریائے معرفت اور بارانِ رحمت سے پانی کے چلو یا قطرۂ آب کی درخواست کرتے ہیں۔

وَ وَاقِفُوْنَ لَدَيْهِ عِنْدَ حَدِّهِمْ
مِنْ نُقْطَةِ الْعِلْمِ اَوْ مِنْ شَكْلَةِ الْحِكَمِ

یعنی تمام پیغمبر علیہم السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں اپنے اپنے رُتبہ پر کھڑے ہوئے ہیں اور اس حد کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حدو رتبہ سے وہ نسبت ہے جو نقطہ کو علم سے اور اَعراب کو کتابِ حکمت سے ہوتی ہے۔

فَهُوَ الَّذِیْ تَمَّ مَعْنَاهُ وَ صُوْرَتُهٗ
ثُمَّ اصْطَفَاهُ حَبِيْبًا بَارِئُ النَّسَمِ

یعنی پس آپ وہ اشرف الانبیاء ہیں جن کی صورت اور سیرت مکمل ہوگئی پھر خدائے خالق نے آپ کو اپنا دوست منتخب فرمایا۔

مُنَزَّهٌ عَنْ شَرِيْكٍ فِیْ مَحَاسِنِهٖ
فَجَوْهَرُ الْحُسْنِ فِيْهِ غَيْرُ مُنْقَسِمِ

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم بالاتر ہیں اس اَمر سے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خوبی صفات میں کوئی اور شریک ہوسکے پس اس صورت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جوہرِ حسن تقسیم نہیں ہوسکتا۔

دَعْ مَاادَّعَتْهُ النَّصَارٰی فِیْ نَبِيِّهِمِ
وَاحْكُمْ بِمَاشِئْتَ مَدْحًافِيْهِ وَاحْتَكِمِ

یعنی جو کچھ نصاریٰ نے اپنے پیغمبر عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت دعا کی (یعنی خدا کا بیٹا کہا) اس کو چھوڑ دے باقی جو تیرا جی چاہے بحالتِ مدح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلتوں کو بیان کر۔

وَانْسُبْ اِلٰی ذَاتِهٖ مَاشِئْتَ مِنْ شَرَفٍ
وَّانْسُبْ اِلٰی قَدْرِهٖ مَا شِئْتَ مِنْ عِظَمِ

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس کی طرف جس کمال کو تو چاہتا ہے اور آپ کے رُتبہ کے متعلق جس بزرگی کو چاہے منسوب کر۔

فَاِنَّ فَضلَ رَسُوْلِ اللّٰہِ لَیْسَ لَہٗ
حَدٌّفَیُعْرِبَ عَنْہُ نَاطِقٌ بِفَمٖ

یعنی کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بزرگی کی کوئی حدونہایت (حدوانتہا) نہیں ہے جس کو بولنے والا بیان کرسکے۔

لَوْنَا سَبَتْ قَدْرُہٗ اٰیَاتُہٗ عِظَمًا
اَحْیَا أسْمُہٗ حِیْنَ یُدْعٰی دَارِسِ الرِّمَمٖ

یعنی اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات عظمت میں حضور کی قدرومنزلت کے برابر ہوتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسمِ مبارک جس وقت بوسیدہ ہڈیوں پر پڑھا جاتا تو اُنہیں زندہ کردیتا۔

لَمْ یَمْتَحِنَّا بِمَا تَعْیَ الْعُقُوْلُ بِہٖ
حِرْصًا عَلَیْنَا فَلَمْ نَرْتَبْ وَلَمْ نَھِمٖ

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بوجہ اس شفقت کے جو ہم سے رکھتے تھے ایسی چیزوں سے جن کے سمجھنے میں لوگوں کی عقلیں حیرت زدہ ہوجائیں ہم کو آزمائش اور محنت میں نہیں ڈالا۔اس لئے نہ تو ہم شک ووہم میں پڑے اور نہ حیرت زدہ ہوئے۔

أَعْیَا الْوَرٰی فَھْمُ مَعْنَاہٗ فَلَیْسَ یُرٰی
فِی اٰلْقُرْبِ وَالْبُعْدِ فِیْہِ غَیْرُ مُنْفَحِمٖ

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وہم وکمالات نے خلقت کو عاجز (بے بس) کردیا پس کسی شخص کو وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب یا بعید زمانہ یا مقام کا ہو بجز اس کے کہ وہ اظہارِ کمالات نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیان کرنے میں عاجز (بے بس) ہو دیکھا نہیں جاتا۔

کَالشَّمْسِ تَظْھَرُ لِلْعَیْنَیْنِ مِنْ م بُعُدٍ
صَغِیْرَۃً وَّتُکِلُّ الطَّرْفَ مِنْ اَمَمٖ

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال آفتاب کی سی ہے جو دور سے تو آنکھوں میں چھوٹا دیکھائی دیتا ہے اور نزدیک سے آنکھوں کو خیرہ (حیرت میں مُبتلا) کردیتا ہے۔

وَكَيْفَ يُدْرِكُ فِي الدُّنْيَا حَقِيْقَتَهٗ
قَوْمٌ نِيَامٌ تَسَلَّوْا عَنْهُ بِالْحُلُمِ

یعنی جو قوم خُفتہ (سوئی ہوئی) ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت سے محروم رہ کر اپنے خواب وخیال پر قانع (انحصار کرنے والی) ہے وہ کیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت کو دنیا میں پاسکتی ہے (یعنی نہیں پاسکتی)

فَمَبْلَغُ الْعِلْمِ فِيْهِ اَنَّهٗ بَشَرٌ
وَّاَنَّهٗ خَيْرُ خَلْقِ اللّٰهِ كُلِّهِمِ

یعنی پس ہمارے علم کا مُنتہٰی (انتہا) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت کی نسبت صرف یہی کافی ہے کہ آپ انسان ہیں اور تمام مخلوقات سے افضل ہیں۔

وَكُلُّ اٰيٍ أَتَى الرُّسُلُ الْكِرَامُ بِهَا
فَاِنَّمَا اتَّصَلَتْ مِنْ نُّوْرِهٖ بِهِمِ

یعنی جس قدر معجزات انبیاء علیہم السلام دنیا میں لائے فی الحقیقت وہ تمام اُن کو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نور سے حاصل ہوئے۔

فَاِنَّهٗ شَمْسُ فَضْلٍ هُمْ كَوَاكِبُهَا
يُظْهِرْنَ اَنْوَارَهَا لِلنَّاسِ فِي الظُّلَمِ

یعنی کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آفتابِ کمال ہیں اور باقی انبیاء علیہم السلام کے مقابلہ میں بمَنزِلَہ ستاروں (ستاروں کی مانند) کے ہیں جو علم اور ہدایت کی روشنی کو ضلالت (گمراہی) اور جہالت کی ظلمت میں اہلِ دنیا پر ظاہر کرتے ہیں۔

حَتّٰى اِذَا طَلَعَتْ فِي الْكَوْنِ عَمَّ هُدَا
هَا الْعٰلَمِيْنَ وَاَحْيَتْ سَآئِرَ الْاُمَمِ

یعنی یہاں تک کہ جب یہ آفتابِ کمال روشن ہوا تو اس کی روشنیٔ ہدایت تمام دنیا پر پھیل گئی اور اس نے گروہوں کو زندہ کیا۔

اَكْرِمْ بِخَلْقِ نَبِيٍّ زَانَهٗ خُلُقٌ
بِالْحُسْنِ مُشْتَمِلٍ م بِالْبِشْرِ مُتَّسِمِ

یعنی اللہ اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جسمانی ساخت کیسی (اعلیٰ افضل) ہے جس کو پیرایۂ اخلاق نے اور بھی

زیادہ خوبصورت بنا رکھا ہے آپ چادرِ حسن میں لپٹے ہوئے اور تازہ روئی (چہرے کی تازگی) اور خندہ پیشانی (جس کے چہرے سے ہروقت شگفتگی ظاہر ہو) میں شہرۂ آفاق ہیں۔

كَالزَّهْرِ فِيْ تَرَفٍ وَّالْبَدْرِ فِيْ شَرَفٍ

وَّالْبَحْرِ فِيْ كَرَمٍ وَّالدَّهْرِ فِيْ هِمَمٍ

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم تازگی میں شگوفہ (گُل) بزرگی میں چودھویں رات کے چاند اور بخشش میں دریا اور ہمت میں زمانہ (مکمل) ہیں۔

كَاَنَّهٗ وَهُوَ فَرْدٌ فِيْ جَلَالَتِهٖ

فِيْ عَسْكَرٍ حِيْنَ تَلْقَاهُ وَفِيْ حَشَمٍ

یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ہیبت اور رُعبِ جلالت میں فرد یگانہ ہیں جب کبھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اکیلا دیکھے گا تو تجھے ایسا معلوم ہوگا کہ آپ کے ساتھ خدمت گاروں کا انبوہِ کثیر (بڑا ہجوم) اور سپاہیوں کا لشکرِ عظیم ہے۔

كَاَنَّمَا اللُّؤْلُؤُ الْمَكْنُوْنُ فِيْ صَدَفٍ

مِّنْ مَّعْدِنَىْ مَنْطِقٍ مِّنْهُ وَ مُبْتَسَمٍ

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دومعدِنوں اول زبان درفِشاں سے وقتِ تَکَلُّم (گفتگو کے دوران) جو کلمات ارشاد ہوتے ہیں دوم دَہن (مُنھ) پاک سے بوجہ تبسم (مُسکراہٹ) جب دندانِ مبارک دَرَخشاں (روشن) ہوتے ہیں تو وہ مثل اُن موتیوں کے ہیں جو ابھی سِیپ میں پوشیدہ ہیں یعنی سیپ کا موتی بمقابلہ عام موتیوں کے زیادہ شفاف ودرخشاں (روشن وشفاف) ہوتا ہے۔

اس لئے ناظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کو " اَلْمَكْنُوْنُ فِيْ صَدَفٍ" لکھا۔

لَاطِيْبَ يَعْدِلُ تُرْبًا ضَمَّ اَعْظُمَهٗ

طُوْبٰى لِمُنْتَشِقٍ مِّنْهُ وَ مُلْتَثِمٍ

یعنی کوئی خوشبو اس خاکِ پاک کی برابری نہیں کرسکتی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسمِ مُطَہَّر (پاک کرنے والے جسم) کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔

اَلْفَصْلُ الرَّابِعُ فِیْ مَوْلِدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

فصل چهارم: ﴿میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم﴾

اَبَانَ مَوْلِدُہٗ عَنْ طِیْبِ عُنْصُرِہٖ
یَاطِیْبَ مُبْتَدَاءٍ مِّنْہُ وَ مُخْتَتَمٖ

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ ولادت مبارک نے بسببِ حضور کی پاکیٔ فطرت کے بہت سے عجائب اُمور کو ظاہر کیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حسنِ ابتداء (ولادت) اور حسنِ خاتمہ (رحلت) یا یہ معنی کہ بسببِ ظہور اُمورِ غریبہ ولادت نے آپ کے جسمِ مبارک کی پاکیزگی و لطافت کو ظاہر کیا۔

یَوْمٌ تَفَرَّسَ فِیْہِ الْفُرْسُ اَنَّھُمْ
قَدْ اُنْذِرُوْا بِحُلُوْلِ الْبُؤْسِ وَالنِّقَمٖ

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کا دن وہ دن تھا جب اہلِ فارس نے فَراسَت (تیزفہمی) سے معلوم کرلیا کہ وہ عنقریب سختی اور عذاب کے نزول سے ڈرائے جائیں گے یعنی ان پر تنگی اور عذاب نازل ہوگا۔

وَبَاتَ اِیْوَانُ کِسْرٰی وَھُوَ مُنْصَدِعٌ
کَشَمْلِ اَصْحَابِ کِسْرٰی غَیْرَ مُلْتَئِمٖ

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے دن کِسریٰ کا محل ایسا پاش پاش ہوگیا جیسے نوشیرواں لشکر (فارسی لشکر) تتر بتر ہوگیا اور پھر وہ آپس میں اکٹھا نہ ہوسکا یعنی جس طرح اہلِ فارس قابلِ اجتماع نہ رہا اسی طرح محلِ کسریٰ قابلِ مَرمّت نہ رہا۔

وَالنَّارُ خَامِدَۃُ الْاَنْفَاسِ مِنْ اَسَفٍ
عَلَیْہِ وَالنَّھْرُ سَاھِی الْعَیْنِ مِنْ سَدَمٖ

یعنی آگ کے شعلے اس وجہ سے کہ وہ سادہ ندی کے خشک ہونے پر اشکِ حسرت بہاتے تھے بجھ گئے اور نہرِ فرات کی آنکھ بسببِ شرمندگی غلط بین (غلط دیکھنے والی) ہوگئیں اپنی جگہ چھوڑ کر دوسری جگہ بہنے لگی۔

وَسَآءَ سَاوَةَ اَنْ غَاضَتْ بُحَيْرَتُهَا
وَرُدَّ وَارِدُهَا بِالْغَيْظِ حِيْنَ ظَمِیْ

یعنی ساوہ (ایران کے ایک شہر) کے رہنے والوں کو اس اَمر نے اندوہناک (پریشان) کیا کہ ان کے بحیرہ کا پانی جذب ہوگیا اور اُن کے گھاٹ پر آنے والا تشنہ (پیاسہ) اور خشمگی (غصہ میں) واپس کیا گیا۔

كَاَنَّ بِالنَّارِ مَابِالْمَآءِ مِنْ بَلَلٍ
حُزْنًا وَّبِالْمَآءِ مَا بِالنَّارِ مِنْ ضَرَمٍ

یعنی گویا غم کی وجہ سے آگ میں پانی کی خاصیت (کہ جو چیز اس میں ڈالی جاتی ہے) وہ بھیگ جاتی ہے یعنی حرارت اور پانی میں آگ کی خاصیت (کہ جو چیز اس میں ڈالی جاتی ہے وہ جل جاتی ہے) یعنی سوزش پیدا ہوگئی۔

وَالْجِنُّ تَهْتِفُ وَالْاَنْوَارُ سَاطِعَةٌ
وَّالْحَقُّ يَظْهَرُ مِنْ مَّعْنًى وَّمِنْ كَلِمٍ

یعنی جن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر شہادت دے رہے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے انوار چمک رہے ہیں اور صداقت معناً ولفظاً ظاہر ہورہی ہے۔

عَمُوْا وَصَمُّوْا فَاِعْلَانُ الْبَشَآئِرِ لَمْ
يُسْمَعْ وَ بَارِقَةُ الْاِنْذَارِ لَمْ تُشَمِ

یعنی منکرین ایسے اندھے اور بہرے ہوگئے کہ نہ انہیں اعلانِ بشارت سنائی دیتا ہے نہ غضبِ الٰہی کی بجلی یا اسلام کی تلوار انہیں نظر نہیں آتی۔

مِنْ بَعْدِمَآ اَخْبَرَالْاَقْوَامَ كَاهِنُهُمْ
بِاَنَّ دِيْنَهُمُ الْمُعْوَجَّ لَمْ يَقُمِ

یعنی وہ جان بوجھ کر اندھے اور بہرے ہوگئے باوجودیکہ اس سے پہلے ان کے قبائل کا مُنَجِّم (کاہن، علمِ نجوم کا ماہر) انہیں یہ خبر دے چکا تھا کہ ان کا دینِ باطل اب قائم نہیں رہ سکے گا۔

وَ بَعْدَ مَا عَايَنُوْا فِي الْاُفُقِ مِنْ شُهُبٍ
مُّنْقَضَّةٍ وَّفْقَ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ صَنَمٍ

یعنی وہ لوگ ایسے اندھے اور بہرے ہوگئے کہ باوجودیکہ انہوں نے آسمان سے ستاروں کو اس طرح گرتے دیکھا جس طرح کہ زمین پر بت اُوندھے گر رہے تھے مگر پھر بھی ایمان نہ لائے۔

حَتّٰی غَدَاعَنْ طَرِیْقِ الْوَحْیِ مُنْھَزِمٌ
مِّنَ الشَّیَاطِیْنِ یَقْفُوْاِثْرَمُنْھَزِمٖ

یعنی یہاں تک کہ شیاطین پر شعلہ ہائے آتشیں (جلانے والے شعلے) پڑے کہ آسمان کے دروازہ کو چھوڑ کر بے تحاشہ ایک دوسرے کے پیچھے بھاگے۔

کَاَنَّھُمْ ھَرَبًا اَبْطَالُ اَبْرَھَۃٍ
اَوْعَسْکَرٌ م بَالْحَصٰی مِنْ رَّاحَتَیْہِ رُمِیْ

یعنی شیاطین اس طرح بھاگے جیسے ابرہہ کے بہادر (بیت اللہ سے ذلیل ہوکر بھاگے تھے) یا یوں سمجھو کہ شیاطین کفار کا لشکر تھا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں کفِ دست (مُٹھیوں) کے سنگ ریزوں (پتھروں) سے کیا گیا تھا ''رمی بالحطی عسکر'' کی صفت ہے جنگِ حنین میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سنگ ریزے لشکرِ کفار پر پھینکے تھے جس سے کفار کچھ ہلاک ہوئے کچھ بھاگ گئے۔

نَبْذًام بِہٖ بَعْدَ تَسْبِیْحٍ م بِبَطْنِھِمَا
نَبْذَ الْمُسَبِّحِ مِنْ اَحْشَآءِ مُلْتَقِمٖ

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سنگریزوں کو حالانکہ وہ آپ کے کفِ دست (مُٹھیوں) میں تسبیح کررہے تھے اس طرح پھینکا جس طرح خدا نے یونس علٰی نبینا وعلیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ سے باہر پھینکا تھا۔

مُسَبِّحِ ''نَبْذَ الْمُسَبِّحِ'' اضافت ''نبذ'' کی ''مُسَبِّحِ'' کی طرف اضافت مصدر کی طرف مفعول ہے اور فاعل اس کا اللہ شانہٗ محذوف ہے ''ای نبذ اللّٰہ المسبح'' اس میں اللہ تعالیٰ کے ایک حکم کی دوسرے حکم سے تشبیہہ دی گئی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سنگریزوں کو جو آپ کی ہتھیلیوں میں تسبیح کررہے تھے اس طرح پھینک دیا جس طرح خدا نے یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مچھلی کے پیٹ سے باہر پھینکا تھا۔

اَلْفَصْلُ الْخَامِسُ فِیْ ذِکْرِ یُمن دَعْوَتِہٖ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

فصل پنجم: ﴿دعوت وارشاد﴾

جَاءَ تْ لِدَعْوَتِہِ الْاَ شْجَارُ سَاجِدَۃً
تَمْشِیْ اِلَیْہِ عَلٰی سَاقٍ م بِلَا قَدَمٖ

یعنی آپ کے بلانے پر درخت سجدہ کرتے ہوئے اور بغیر پاؤں کے تنے کے سہارے چلتے ہوئے حاضر ہوئے۔

كَاَنَّمَا سَطَرَتْ سَطْرًا لِّمَا كَتَبَتْ
فُرُوْعُهَا مِنْ بَدِيْعِ الْخَطِّ بِا للَّقَمِ

یعنی اس وجہ سے کہ ان درختوں کی شاخوں نے جن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے طلب فرمایا اپنے راستہ میں خوشنما لکیریں پیدا کردی تھیں ایسا سمجھنا چاہیے کہ وہ درخت اطاعت واتقیاء کی سیدھی سطریں لکھتے تھے۔

مِثْلَ الْغَمَامَةِ اَنّٰی سَارَ سَآئِرَةً
تَقِیْهِ حَرَّ وَطِیْسٍ لِّلْهَجِیْرِ حَمِیْ

یعنی وہ درخت اس بادل کی طرح جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جہاں وہ تشریف رکھتے یا لے جاتے سر مبارک پر سایہ کئے رکھتا اور آپ کو دوپہر کی جلتی دھوپ سے محفوظ رکھتا۔

اَقْسَمْتُ بِالْقَمَرِ الْمُنْشَقِّ اِنَّ لَهٗ
مَنْ قَلْبِهٖ نِسْبَةً مَّبْرُوْرَةَ الْقَسَمِ

یعنی میں قمر (چاند) کی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارۂ انگشت سے دوپارہ (ٹکڑے) ہوگیا تھا قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس قمر جناب کے قلب ومنور سے ایک ایسی صحیح نسبت ہے جس پر میرا قسم کھانا بالکل سچا ہے۔
قسم کا مضمون ''اِنَّ لَهٗ مَنْ قَلْبِهٖ نِسْبَةً'' ہے۔

وَمَاحَوَی الْغَارُمِنْ خَیْرٍ وَّمِنْ کَرَمٍ
وَّکُلُّ طَرْفٍ مِّنَ الْکُفَّارِ عَنْهُ عَمِیْ

یعنی میں اس مجسم اور خیر اور کرم کی قسم کھاتا ہوں جن کو غار نے چھپایا اس طرح کہ تمام کفار کی آنکھیں ان سے اندھی ہوگئیں یعنی کوئی کافر آپ کو نہ دیکھ سکا۔

فَالصِّدْقُ فِی الْغَارِ وَالصِّدِّیْقُ لَمْ یَرِمَا
وَهُمْ یَقُوْلُوْنَ مَابِالْغَارِ مِنْ اَرِمٖ

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ غار میں موجود تھے کفار ایسے اندھے ہوئے کہ کہنے لگے غار میں تو کوئی نہیں ہے۔

ظَنُّوا الْحَمَامَ وَظَنُّوا الْعَنْكَبُوْتَ عَلٰى
خَيْرِ الْبَرِيَّةِ لَمْ تَنْسُجْ وَلَمْ تَحُمِ

یعنی کفار نے خیال کیا کہ اس کے منہ پر جس میں اشرف المخلوقات چھپے تھے نہ کبوتری انڈے دے سکتی ہے اور نہ مکڑی جالا تن سکتی ہے۔

وِقَايَةُ اللّٰهِ اَغْنَتْ عَنْ مُّضَاعَفَةٍ
مِّنَ الدُّرُوْعِ وَعَنْ عَالٍ مِّنَ الْاُطُمِ

یعنی خداوند تعالیٰ کی حفاظت نے آپ کو دہری زرہوں (لوہے کے جنگی لباس) اور بلند قلعوں کی پناہ سے بے نیاز کر دیا تھا۔

مَا سَامَنِی الدَّهْرُ ضَيْمًا وَّاسْتَجَرْتُ بِهٖ
اِلَّا وَنِلْتُ جِوَارًا مِّنْهُ لَمْ يُضَمِ

یعنی زمانہ نے مجھے کبھی تکلیف اور ضرر نہیں دیا جس حالت میں کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے طالبِ پناہ ہوا ہوں مگر میں آپ سے ایسی پناہ کے حاصل کرنے پر فائز ہوا کہ جس کو طاقت مغلوب نہیں کر سکتی یعنی دائمی امداد ملی۔

وَلَا الْتَمَسْتُ غِنَى الدَّارَيْنِ مِنْ يَّدِهٖ
اِلَّا اسْتَلَمْتُ النَّدٰى مِنْ خَيْرِ مُسْتَلَمِ

یعنی میں نے جب کبھی آپ کے مبارک ہاتھ سے دین و دنیا کی دولت کی خواہش کی تو مجھے فی الفور (فوراً) اس بہترین ہاتھ سے منہ مانگی مراد مل گئی۔

لَا تُنْكِرِ الْوَحْىَ مِنْ رُّؤْيَاهُ اِنَّ لَهٗ
قَلْبًا اِذَا نَامَتِ الْعَيْنَانِ لَمْ يَنَمِ

یعنی اس وحی سے جو آپ کو خواب میں آتی ہے انکار مت کرو کیونکہ آپ کا قلبِ پاک جاگتا رہتا ہے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں بظاہر سو جاتی ہیں۔

وَذَاكَ حِيْنَ بُلُوْغٍ مِّنْ نُّبُوَّتِهٖ

فَلَيْسَ يُنْكَرُ فِيْهِ حَالُ مُحْتَلِمٖ

یعنی اور وہ خواب میں وحی کا آنا اُس وقت سے تھا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم بلوغِ نبوّت کے قریب ہو چکے تھے پس ایسی حالت میں جب آپ پورے بالغ ہیں وحی سے انکار کی گنجائش نہیں۔

تَبَارَكَ اللّٰهُ مَا وَحْيٌ م بِمُكْتَسَبٍ

وَّلَا نَبِيٌّ عَلٰى غَيْبٍ م بِمُتَّهَمٖ

یعنی اللہ اللہ بھلا وحی کبھی کَسْبِی (محنت سے حاصل ہوئی وحی) ہو سکتی ہے اور کوئی پیغمبر کبھی اخبارِ غیب (غیب کی خبروں) پر مُتَّہَم (پریشان) ہے یعنی نہ وحی کسبی ہو سکتی ہے اور نہ نبی صادق پیشگوئی سے متہم (پریشان) ہوتا ہے۔

كَمْ اَبْرَأَتْ وَصِبًا م بِاللَّمْسِ رَاحَتُهٗ

وَاَطْلَقَتْ اَرِبًا مِّنْ رِّبْقَةِ اللَّمَمٖ

یعنی آپ کے دستِ مبارک نے بارہا مریضوں کو چھو کر اچھا کر دیا اور دیوانوں کو قیدِ جُنوں سے رہا کیا بہت سے گمراہوں کو قید سے نجات دی۔

وَاَحْيَتِ السَّنَةَ الشَّهْبَآءَ دَعْوَتُهٗ

حَتّٰى حَكَتْ غُرَّةً فِي لْاَعْصُرِ الدُّهُمٖ

یعنی آپ کی دعا نے خشک سال کو ایسا سرسبز اور شاداب کر دیا کہ وہ سرسبز سالہائے زمانہ کی پیشانی کا زیب وزینت ہو گیا۔

بِعَارِضٍ جَادَا اَوْخِلْتَ الْبِطَاحَ بِهَا

سَيْبًا مِّنَ الْيَمِّ اَوْسَيْلًا مِّنَ الْعَرِمٖ

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا نے خشک سالی کو ایسے بادل کے ذریعے سرسبز کر دیا جو خوب دل کھول کر برسا یہاں تک کہ وادیوں پر دریا کا گمان ہوتا تھا یا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ عرب کا سیلاب اس میں ٹوٹ پڑا ہے۔

اَلْفَصْلُ السَّادِسُ فِیْ ذِکْرِ شَرَفِ الْقُرْاٰنِ

فصل ششم :﴿شرفِ قرآنی﴾

دَعْنِیْ وَوَصْفِیَ اٰیَاتٍ لَّہٗ ظَھَرَتْ

ظُھُوْرَ نَارِ الْقِرٰی لَیْلًا عَلٰی عَلَمِ

یعنی اے دوست مجھ کو صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ان معجزات کی تعریف میں لگا رہنے دے جو اس طرح روشن ہیں جس طرح بادیہ نشین (صحرائی) سخی عربوں وہ آگ جو بلند ٹیلوں یا پہاڑوں پر رات کے وقت اس لئے روشن کی جاتی ہے کہ کوئی بھولا بھٹکا مسافر رات کے وقت آ جائے۔

فَالدُّرُّ یَزْدَادُ حُسْنًا وَّھُوَ مُنْتَظِمٌ

وَّلَیْسَ یَنْقُصُ قَدْرًا غَیْرَ مُنْتَظِمِ

یعنی کیونکہ اگر چہ بکھرے ہوئے موتیوں کی قدر و قیمت کچھ کم نہیں ہوسکتی لیکن ان کے پرونے اور ہار بنانے سے ان کی قیمت بڑھ جایا کرتی ہے۔

فَمَا تَطَاوَلُ اٰمَالُ الْمَدِیْحِ اِلٰی

مَافِیْہِ مِنْ کَرَمِ الْاَخْلَاقِ وَالشِّیَمِ

یعنی کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں جو اخلاق اور شمائلِ حسنہ ہیں وہ اس قدر عالی پایہ ہیں کہ مدح ومداح (تعریف وتعریف کرنے والے) کی اُمیدیں ان کو گردن اُٹھا کر نہیں دیکھ سکتیں یعنی مدح سے ان کا حصر (حد) نہیں ہوسکتا۔

اٰیَاتُ حَقٍّ مِّنَ الرَّحْمٰنِ مُحْدَثَۃٌ

قَدِیْمَۃٌ صِفَۃُ الْمَوْصُوْفِ بِالْقِدَمِ

یعنی آیاتِ قرآن جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کی گئی ہیں باختیارِ تلفظ اور نزول کے حادث (نئی) ہیں اور باعتبار اس کے موصوف بالقدم کی صفت میں قدیم ہیں۔

لَمْ تَقْتَرِنْ بِزَمَانٍ وَّھِیَ تُخْبِرُنَا

عَنِ الْمَعَادِ وَعَنْ عَادٍ وَّعَنْ اِرَمِ

یعنی وہ آیاتِ قرآنیہ کسی زمانہ (حال یا مستقبل یا ماضی) کے ساتھ مقرر نہیں ہیں مگر بایں ہمہ وہ ہم کو آخرت اور

قومِ عاد اور قبیلۂ ارم سے اطلاع دیتی ہیں یعنی خود تو ان کے لئے زمانہ نہیں ہے مگر زمانہ کے حالات سے اطلاع دیتی ہیں۔

دَامَتْ لَدَيْنَا فَفَاقَتْ كُلَّ مُعْجِزَةٍ
مِّنَ النَّبِيِّيْنَ اِذْجَآءَ تْ وَلَمْ تَدُمِ

یعنی آیاتِ قرآنیہ ہمیشہ کے لئے بطورِ زندہ معجزہ ہمارے پاس رہیں گی۔ سو اس خصوصیت سے کُل معجزوں پر جو انبیاء علیہم السلام سے ثابت ہوئے ہیں فائق (بہتر) ہیں کیونکہ وہ معجزے صرف اُسی وقت کے لئے تھے بعد میں صرف حکایات ہو گئے۔

مُحَكَّمَاتٌ فَمَا تُبْقِيْنَ مِنْ شُبَهٍ
لِّذِىْ شِقَاقٍ وَّمَا تَبْغِيْنَ مِنْ حَكَمِ

یعنی وہ آیاتِ قرآنیہ اُمورِ مُتنازعہ فیہا (دوفریق) کے لئے حکم بنائی گئی ہیں جو نہ کسی مخالف کا شک باقی چھوڑتی ہیں اور نہ اپنے فیصلوں میں کسی دوسرے حکم کی طالب ہیں۔

مَاحُوْرِبَتْ قَطُّ اِلَّا عَادَ مِنْ حَرَبٍ
اَعْدَى الْاَ عَادِىْ اِلَيْهَا مُلْقِى السَّلَمِ

یعنی جب کبھی ان آیات کا مقابلہ کیا گیا تو انجام یہ ہوا کہ ضعب ترین (سخت سے سخت تر) دشمن نے بھی اپنی سلامتی کے لئے ہتھیار ڈال دیئے۔

یہاں اطاعت سے بطورِ اِستعارہ ہتھیار ڈالنا مراد لیا گیا ہے۔

رَدَّتْ بَلَا غَتُهَا دَعْوٰى مُعَارِضِهَا
رَدَّالْغَيُوْرِ يَدَ الْجَانِىْ عَنِ الْحَرَمِ

یعنی آیاتِ قرآنیہ کی بلاغت نے مخالف کے دعویٰ کو اس طرح روکا جس طرح غیرت مند انسان کسی بدکردار کو اپنے حرم میں داخل ہونے سے روکتا ہے۔

لَهَا مَعَانٍ كَمَوْجِ الْبَحْرِ فِىْ مَدَدٍ
وَّفَوْقَ جَوْهَرِهٖ فِى الْحُسْنِ وَالْقِيَمِ

یعنی آیاتِ قرآنیہ کئی ایک معانی پر مشتمل ہیں جو موجِ دریا کی طرح ایک دوسرے کے مؤید (تائید کرنے والی) ہیں اور وہ خوبصورتی اور قیمت میں موجِ دریا سے کہیں بڑھ کر ہیں۔

فَمَا تعَدُّوَلَا تُحْصٰی عَجَآئِبُهَا
وَلَا تُسَامُ عَلَی الْاِ كْثَارِ بِالسَّأَمِ

یعنی آیاتِ قرآنیہ کے عجائب نہ گنے جاسکتے ہیں اور نہ جمع کئے جاسکتے ہیں اور باوجود کثرتِ تلاوت کے ان سے ملال (رنج وغم) دامن گیر نہیں ہوتا۔

قَرَّتْ بِهَا عَيْنُ قَارِيُهَا فَقُلْتُ لَهٗ
لَقَدْ ظَفِرْتَ بِحَبْلِ اللّٰهِ فَاعْتَصِمِ

یعنی جب پڑھنے والے کی آنکھ ان آیات شریفہ سے ٹھنڈی ہوئی تو میں نے اس سے کہا کہ بے شک تو خداتعالیٰ کے جبلِ متین (مشکل آزمائش) پر ظفریاب (فتح یاب) ہوگیا تو اسے مضبوط پکڑے رہ۔

اِنْ تَتْلُهَا خِيْفَةً مِّنْ حَرِّ نَارِ لَظٰی
اَطْفَأْتَ حَرَّ لَظٰی مِنْ وِّرْدِهَا الشَّبِمِ

یعنی اگر تو آتشِ دوزخ کے خوف کے لئے ان آیات کا وظیفہ کرے تو آتشِ دوزخ کو ان کے سرد پانی سے بجھا دے گا۔

كَاَنَّهَا الْحَوْضُ تَبْيَضُّ الْوُجُوْهُ بِهٖ
مِنَ الْعُصَاةِوَقَدْ جَآءُوْهُ كَالْحُمَمِ

یعنی گویا آیاتِ قرآنیہ حوضِ کوثر ہیں جن سے قیامت میں گنہگاروں کے چہرے منور ہوجائیں گے حالانکہ حوض پر آنے سے پہلے وہ کوئلوں کی طرح سیاہ ہونگے۔

وَكَالصِّرَاطِ وَ كَالْمِيْزَانِ مَعْدِلَةً
فَالْقِسْطُ مِنْ غَيْرِ هَا فِی النَّاسِ لَمْ يَقُمِ

یعنی آیاتِ قرآنیہ معدات (انصاف) میں صراط اور میزان کی مانند ہیں نتیجہ یہ ہے کہ بجز آیاتِ قرآنیہ کے دنیا میں عدل قائم نہیں رہ سکتا۔

لَا تَعْجَبَنْ لِّحَسُوْدٍ رَّاحَ يُنْكِرُهَا
تَجَا هُلًا وَّهُوَ عَيْنُ الْحَاذِقِ الْفَهِمِ

یعنی حاسد پر اس وجہ سے کہ وہ پورا ذہین اور فہیم ہے اور پھر دیدہ دانستہ (دیکھ کر بھی جان بوجھ کر) آیاتِ قرآنیہ سے کیوں انکار کرتا ہے تعجب مت کر۔

قَدْ تُنْكِرُ الْعَيْنُ ضَوْءَ الشَّمْسِ مِنْ رَمَدٍ
وَّيُنْكِرُ الْفَمُ طَعْمَ الْمَآءِ مِنْ سَقَمٍ

یعنی کیونکہ آنکھ کبھی آشوب کی وجہ سے سورج کی روشنی کو بُرا سمجھتی ہے اور کبھی منہ کی بیماری کی وجہ سے پانی کا مزہ اچھا معلوم نہیں ہوتا۔

الفَصلُ السَّابِعُ فِیْ ذِکْرِ مِعْرَاجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

فصل هفتم:﴿معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم﴾

یَاخَیْرَ مَنْ یَّمَّمَ الْعَافُوْنَ سَاحَتَهٗ
سَعْیًا وَّ فَوْقَ مُتُوْنِ ا لْاَیْنُقِ الرُّسُمِ

یعنی اے ان مقدسین کے اعلیٰ وافضل جن کی درگاہ کے سائلین پیادہ(پیدل چلنے والے)دوڑاتے ہوئے اور تیز گام اُونٹیوں پر سوار ہو کر قصد کرتے ہیں اے تمام اہلِ جودوکرم سے اعلیٰ وافضل جن کی بارگاہ میں اہلِ حاجت پیادہ(پیدل چلنے والے)اور تیز رفتار اُونٹوں پر دوڑتے چلے آتے ہیں۔

وَمَنْ هُوَالْاٰ یَةُ الْکُبْرٰی لِمُعْتَبِرٍ
وَّمَنْ هُوَ النِّعْمَةُ الْعُظْمٰی لِمُغْتَنِمٍ

یعنی اے وہ ذاتِ اقدس جو غیرت گیر کے لئے نشانِ عظیم ہے اور اے وہ وجودِ مقدس جو غنیمت سمجھنے والے(یعنی جو سائل تھوڑی چیز مل جانے کو غنیمت سمجھتا ہے)کے لئے ایک بڑی نعمت ہے۔

سَرَیْتَ مِنْ حَرَمٍ لَّیْلًا اِلٰی حَرَمٍ
کَمَاسَرَی الْبَدْرُ فِیْ دَا جٍ مِّنَ الظُّلَمِ

یعنی آپ رات کو حرمِ مکہ سے حرمِ مسجد اقصیٰ تک اس طرح تشریف لے گئے جس طرح کہ چاند رات کو تاریکی شب میں چلتا ہے۔

وَبِتَّ تَرْقٰی اِلٰی اَنْ نِّلْتَ مَنْزِلَةً
مِّنْ قَابَ قَوْسَیْنِ لَمْ تُدْرَكْ وَلَمْ تُرَمِ

یعنی اور آپ رات چڑھتے چڑھتے منزل قابَ قوسین تک پہنچے یعنی آپ اور خدا تعالیٰ کے درمیان دو گوشہ کمان کا فرق تھا۔ یہ منزل ایسی ہے جو نہ قبلِ ازیں حاصل کی گئی اور نہ طلب کی گئی یعنی نہ اس سے

پہلے نہ کبھی کوئی یہاں تک پہنچا اور نہ اس کا طلبگار رہوا۔

صیغۂ مجہول لانے میں مبالغہ ہے یعنی یہ منزل اس قدر بلند واعلیٰ ہے کہ بجائے اس کے کہ کوئی یہاں پہنچنے کی خواہش کرے اور اس کا تصور بھی نہیں کرسکتا۔ ادراک وتصور ہمیشہ طلب سے پہلے ہوتا ہے۔

وَقَدَّ مَتْكَ جَمِيْعُ الْاَنْبِيَآءِ بِهَا

وَالرُّسْلِ تَقْدِيْمَ مَخْدُوْمٍ عَلٰى خَدَمِ

یعنی تمام انبیاء ورُسل علیہم السلام نے وہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا پیشوا بنایا جس طرح آقا اپنے خادموں کا پیشوا بنایا جاتا ہے۔

وَاَنْتَ تَخْتَرِقُ السَّبْعَ الطِّبَاقَ بِهِمْ

فِيْ مَوْكَبٍ كُنْتَ فِيْهِ صَاحِبَ الْعَلَمِ

یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی تو تھے کہ جس لشکر میں آپ علمبردار تھے اس کی مَعِیَّت (موجودگی) میں سات آسمانوں کو طے کیا۔

حَتّٰى اِذَا لَمْ تَدَعْ شَاْوًا لِّمُسْتَبِقٍ

مِّنَ الدُّنُوِّ وَلَا مَرْقًى لِّمُسْتَنِمِ

یعنی آپ بڑھتے بڑھتے وہاں پہنچے کہ کسی دوسرے آگے بڑھنے والے کے لئے کوئی درجۂ قُرب کا نہ رہا اور نہ کسی اُوپر چڑھنے والے (پیغمبر یا جبرائیل) کے لئے جگہ باقی رہی۔

خَفَضْتَ كُلَّ مَقَامٍ بِالْاِضَافَةِ اِذْ

نُوْدِيْتَ بِالرَّفْعِ مِثْلَ الْمُفْرَدِ الْعَلَمِ

یعنی جب آپ معراج کے لئے مفرد علم (خاص علم) کی طرح بلائے گئے تو آپ نے تمام انبیاء علیہم السلام کے مقامات کو اپنی منزلتِ عالیہ کے مقابلہ میں پست کردیا۔

كَيْمَا تَفُوْزَ بِوَصْلٍ اَيِّ مُسْتَتِرٍ

عَنِ الْعُيُوْنِ وَسِرٍّ اَيِّ مُكْتَتِمِ

یعنی بساطِ قُرب پر آپ اس لئے بلائے گئے تھے کہ آپ اس نعمتِ وَصل (ملنے کی نعمت) سے بہرہ

ور (صاحبِ قسمت) ہوں جو کبھی کسی مقرب کی آنکھ کو دیکھنی نصیب نہیں ہوئی اور ایسے رازِ سربستہ (مخفی راز) پر اطلاع پائی جس پر کبھی کوئی عارف آگاہ نہیں ہوا۔

فَحُزْتَ كُلَّ فِخَارٍ غَيْرَ مُشْتَرَكٍ
وَّجُزْتَ كُلَّ مَقَامٍ غَيْرَ مُزْدَحَمِ

یعنی پس نتیجہ اس ملاقات کا یہ ہوا کہ آپ نے ہر قسم کی عزت بلا شرکتِ غیر سے حاصل کی اور ہر ایک مقام سے بلا مزاحمت گزر گئے اور نسخۂ ثانی کے لحاظ سے یہ معنی ہوئے کہ آپ نے اس افتخارِ مخصوص پر نہایت ناز کیا کیونکہ اس میں کوئی غیر شریک نہیں تھا (مگر توجیہہ اول زیادہ صحیح ہے۔)

وَجَلَّ مِقْدَارُ مَا وُلِّيْتَ مِنْ رُّتَبٍ
وَّعَزَّ اِدْرَاكُ مَآ اُوْلِيْتَ مِنْ نِّعَمِ

یعنی جن مدارجِ عالیہ (اُونچے درجوں) پر آپ مُتَمَکِّن (قائم) کئے گئے ان کی قدر و منزلت بہت بڑی ہے اور جو نعمتیں آپ کو دی گئیں ان کا حصول کسی غیر کے لئے مشکل ہے کیونکہ ان کی تمثیلات (مثالیں) اور نظائر (نظیریں) دنیاوی نعمتوں میں مَفْقُود (چھپے ہوئے) ہیں۔

اس شعر میں اشارہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ان فضائل و کمالات کی طرف جو آپ کو اس عالم میں عطا ہوئے اور نیز جو مصداق

"وَ لَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى" (پارہ ۳۰، سورۃ الضحیٰ، آیت ۵)

ترجمہ: ''اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔''

قیامت کو حاصل ہونگے۔

اس شعر کو ہمیشہ نماز کے بعد تین دفعہ پڑھنا جائز ملازمتوں کے حصول کے لئے مفید ہے۔

بُشْرٰى لَنَا مَعْشَرَ الْاِسْلَامِ اِنَّ لَنَا
مِنَ الْعِنَايَةِ رُكْنًا غَيْرَ مُنْهَدِمِ

یعنی مسلمانو! یہ مژدہ (خوشخبری) خاص ہمارے لئے ہے کہ خدا کے فضل سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعتِ حقّہ ہمارے لئے ایک ایسا ستون ہے جو کبھی لغزش (لڑکھڑاہٹ) نہ کھائے گا بلکہ ہمیشہ کے لئے مستحکم اور مضبوط رہے گا۔

لَمَّا دَعَا اللّٰهُ دَاعِيْنَا لِطَاعَتِهٖ

بِاَكْرَمِ الرُّسُلِ كُنَّآ اَكْرَمَ الْاُمَمِ

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اُمت کو خدا تعالیٰ کی اطاعت کی طرف بلاتے ہیں تو وہ تمام انبیاء کرام میں اکرم الانبیاء ہیں تو بے شک ہم اشرف الامم (تمام اُمتوں میں افضل) ٹھہرے۔

اَلفَصلُ الثَّامِنُ فِیْ ذِکرِ جِھَادِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

فصل ہشتم:﴿جہاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم﴾

رَاعَتْ قُلُوْبَ الْعِدٰی اَنْبَآءُ بِعْثَتِهٖ

كَنَبْأَةٍ اَجْفَلَتْ غُفُلًا مِّنَ الْغَنَمِ

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی خبروں نے دشمنوں کے دلوں کو اس طرح ڈرایا دھمکایا جس طرح شیر کی آواز بکریوں کے ریوڑ میں ہلچل ڈال دیتی ہے۔

مَا زَالَ يَلْقَاهُمْ فِیْ كُلِّ مُعْتَرَكٍ

حَتّٰی حَكَوْا بِالْقَنَا لَحْمًا عَلٰی وَضَمِ

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر ایک جنگ میں کفار سے برابر لڑتے رہے یہاں تک کہ کفار مجاہدین کے نیزوں سے کٹ کر اس گوشت کی طرح ہوگئے جو تختۂ قصاب (قصائی) پر رکھا جاتا ہے۔

وَدُّوا الْفِرَارَ فَكَادُوْا يَغْبِطُوْنَ بِهٖ

اَشْلَاءَ شَالَتْ مَعَ الْعِقْبَانِ وَالرَّخَمِ

یعنی کفار بھاگنا چاہتے تھے اور یہ وقت آگا تھا کہ ان کی یہ خواہش ہوتی تھی کہ اے کاش وہ گوشت کے ایسے ٹکڑے بن جاتے جنہیں مُردار خور جانور اور گِدھ اُڑا لے جاتے۔

تَمْضِی اللَّيَالِیْ وَلَا يَدْرُوْنَ عِدَّتَهَا

مَالَمْ تَكُنْ مِّنْ لَّيَالِی الْاَشْهُرِ الْحُرُمِ

یعنی راتیں گزر رہی ہیں اور کفار سوائے ان مہینوں کی راتوں میں جن میں جنگ منع ہے شمار کرنا نہیں چاہتے۔

كَاَنَّمَا الدِّيْنُ ضَيْفٌ حَلَّ سَاحَتَهُمْ

بِكُلِّ قَرْمٍ اِلٰى لَحْمِ الْعِدٰى قَرِمٖ

یعنی گویا اسلام ایک مہمان ہے جو ایسے بہادروں اور سرداروں کو ہمراہ لے کر کفار کے صحن میں اُترا ہے جس میں سے ہر ایک سردار دشمنوں کے گوشت کھانے کا آرزومند ہے۔

يَجُرُّ بَحْرَ خَمِيْسٍ فَوْقَ سَابِحَةٍ

يَّرْمِيْ بِمَوْجٍ مِّنَ الْاَبْطَالِ مُلْتَطِمٖ

یعنی اسلام ایک ایسے بحرِ خونخوار کے ساتھ ان پر حملہ آور ہوا جس کے جنگ جو (مجاہد) بہادر خوش رفتار گھوڑوں پر میدانِ جنگ میں باہم یوں ٹکراتے ہیں جیسے دریا کی موجیں۔

مِنْ كُلِّ مُنْتَدِبٍ لِّلّٰهِ مُحْتَسِبٍ

يَّسْطُوْا بِمُسْتَاْصِلٍ لِّلْكُفْرِ مُصْطَلِمٖ

یعنی اس لشکر کا ایک بہادر خدا تعالیٰ کے حکم کا تابع اور اپنے عمل سے آخرت میں ثواب کا اُمیدوار ہے اور ایسی تلوار سے جو کفر کو جڑ سے کاٹنے والی اور برباد کرنے والی ہے حملہ آور ہوتا ہے۔

حَتّٰى غَدَتْ مِلَّةُ الْاِسْلَامِ وَهْيَ بِهِمْ

مِّنْ م بَعْدِ غُرْبَتِهَا مَوْصُوْلَةَ الرَّحِمٖ

یعنی اسلام کے بہادر برابر لڑتے رہے حتیٰ کہ شریعت (جو حقیقتاً ان کی فطرت میں داخل تھی) کمزوری اور غربت کے بعد تقویت پا کر اپنے بھائی بندوں کے ساتھ مل گئی۔

مَكْفُوْلَةً اَبَدًا مِّنْهُمْ بِخَيْرِ اَبٍ

وَّخَيْرِ بَعْلٍ فَلَمْ تَيْتَمْ وَلَمْ تَئِمٖ

یعنی مجاہد برابر لڑتے رہے یہاں تک کہ عروسِ اسلام ہمیشہ کے لئے بہترین شوہر کی برکت سے مجاہدین کے ہاتھوں میں محفوظ ہوگئی جو نہ تو کبھی یتیم ہوگی اور نہ کبھی رانڈ (بیوہ)۔

هُمُ الْجِبَالُ فَسَلْ عَنْهُمْ مُّصَادِمَهُمْ

مَاذَارَاٰ مِنْهُمْ فِيْ كُلِّ مُصْطَدَمٖ

یعنی وہ مجاہدین ثبات واستقلال کے پہاڑ ہیں اگر تجھے میری بات کا یقین نہیں تو میدان ہائے جنگ سے

ان کے کارناموں کی تفصیل پوچھ لے کہ اُنہوں نے ان کی تیغ زنی (تلوار چلانے) کے کرتب کیا کیا دیکھے ہیں۔

وَسَلْ حُنَيْنًا وَّسَلْ بَدْرًا وَّسَلْ اُحُدًا
فُصُوْلُ حَتْفٍ لَّهُمْ اَدْهٰى مِنَ الْوَخَمِ

یعنی اگر تمہیں باور (بھروسہ) نہ ہو تو کفار کی موت کی تفصیل (جوان کے لئے وباء سے بدتر تھیں) مقاماتِ جنگِ بدر اور حنین اور اُحد سے پوچھ لو۔

اَلْمُصْدِرِى الْبِيْضِ حُمْرًا م بَعْدَ مَاوَرَدَتْ
مِنَ الْعِدٰى كُلَّ مُسْوَدٍّ مِّنَ اللِّمَمِ

یعنی اسلام کے بہادر اپنی چمکتی ہوئی تلواریں دشمنوں کے لمبے لمبے سیاہ بالوں پر مارنے کے بعد سُرخ واپس لاتے ہیں۔

وَالْكَاتِبِيْنَ بِسُمْرِ الْخَطِّ مَاتَرَكَتْ
اَقْلَامُهُمْ حَرْفَ جِسْمٍ غَيْرَ مُنْعَجِمِ

یعنی اسلام کے بہادر سپاہی خطی نیزوں (سیدھے تیروں) سے لکھتے اور ان کی قلموں (نیزوں) نے کبھی کسی حروف (عضو) جسم کو بلا نقطہ (بلا زخم) نہ چھوڑا۔

شَاكِى السِّلَاحِ لَهُمْ سِيْمَا تُمَيِّزُهُمْ
وَالْوَرْدُ يَمْتَازُ بِالسِّيْمَا مِنَ السَّلَمِ

یعنی بہادرانِ اسلام پورے مصلح تھے جن کے لئے ایک خاص نشان تھا جو انہیں دوسروں سے اس طرح ممتاز کرتا تھا جس طرح گلاب ببول کے درخت سے ممتاز ہوتا ہے۔

تُهْدِىْ اِلَيْكَ رِيَاحُ النَّصْرِ نَشْرَهُمْ
فَتَحْسِبُ الزَّهْرَ فِى الْاَكْمَامِ كُلَّ كَمِ

یعنی نصرت کی بادِ صبا ان کی بوئے خشک (خوشبو) کو تجھ تک پہنچا رہی ہے پس ہر ایک بہادر کو تو ایسا خیال کر اپنے غلافوں میں ایک شگوفہ ہے۔

كَاَنَّهُمْ فِیْ ظُهُوْرِ الْخَيْلِ نَبْتُ رُبًا
مِّنْ شِدَّةِ الْحَزْمِ لَامِنْ شِدَّةِ الْحُزُمِ

یعنی وہ گھوڑے کی پیٹھ پر ایسے سوار ہوتے جیسے چٹان پر اُ گا ہوا پودا، وہ سیدھے ایستادہ (چاق وچوبند) سواری کرتے تھے، بندھے ہوئے لکڑیوں کے گھٹے کی طرح نہیں۔

طَارَتْ قُلُوْبُ الْعِدٰی مِنْ بَاْسِهِمْ فَرَقًا
فَمَا تُفَرِّقُ بَيْنَ الْبُهْمِ وَالْبُهَمِ

یعنی دشمنوں کے دل بسببِ شدید خوفِ مجاہدین کے اُڑ گئے یہاں تک کہ وہ بہادروں اور بکریوں کے بچوں میں تمیز نہیں کر سکتے تھے۔

وَمَنْ تَكُنْ بِرَسُوْلِ اللهِ نُصْرَتُهٗ
اِنْ تَلْقَهُ الْاُسْدُ فِیْ اٰجَامِهَا تَجِمِ

یعنی اور جس شخص کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امداد ہو اگر اس کے سامنے جنگلوں کے شیر بھی آ جائیں تو مارے خوف کے دَم بخُود (ساکت) ہو جاتے ہیں۔

وَلَنْ تَرٰی مِنْ وَّلِيٍّ غَيْرِ مُنْتَصِرٍ
بِهٖ وَلَا مِنْ عَدُوٍّ غَيْرِ مُنْقَصِمِ

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی غلام کو نہ دیکھو گے کہ آپ کی امداد سے وہ فتح مند نہ ہو اور آپ کا مخالف کوئی ایسا نہ ہوگا جو ذلیل اور شکستہ حال نہ ہو۔

اَحَلَّ اُمَّتَهٗ فِیْ حِرْزِ مِلَّتِهٖ
كَاللَّيْثِ حَلَّ مَعَ الْاَشْبَالِ فِیْ اَجَمِ

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کو اپنے دین کے قلعہ میں لے لیا جس طرح جنگل کا شیر اپنے بچے کو اپنی پناہ میں لے لیتا ہے۔

كَمْ جَدَّلَتْ كَلِمَاتُ اللهِ مِنْ جَدَلٍ
فِيْهِ وَكَمْ خَصَّمَ الْبُرْهَانُ مِنْ خَصِمٖ

یعنی کئی بار قرآنِ مجید نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مقابلہ کرنے والوں کو نیچا دکھایا اور کئی دفعہ معجزات نے سخت ترین کو مغلوب (شکست خوردہ) کیا۔

كَفَاكَ بِالْعِلْمِ فِي الْاُمِّيِّ مُعْجِزَةً
فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَالتَّادِيْبِ فِي الْيُتُمٖ

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانۂ جاہلیت میں اُمی ہو کر علمِ حقیقی کا عالم ہونا اور یتیم رہ کر صاحبِ ادب ہونا ایک سمجھدار آدمی کے لئے یقینی حجت ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے معجزہ ہے مخالفین کو عاجز کرنے والا۔

اَلْفَصْلُ التَّاسِعُ فِیْ طَلَبَ مَغْفِرَةٍ مِّنَ اللّٰهِ تَعالٰی وَشَفاعةِ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فصل نہم: ﴿طلبِ مغفرت وشفاعتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم﴾

خَدَمْتُهٗ بِمَدِيْحٍ اَسْتَقِيْلُ بِهٖ
ذُنُوْبَ عُمْرٍ مَّضٰى فِي الشِّعْرِ وَالْخِدَمٖ

یعنی میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت میں یہ قصیدہ اس خیال پر لکھا ہے کہ میں اس کے ذریعے سے اپنی عمر بھر کے ان گناہوں کو معاف کرالوں جو امراء وسلاطین کی مدح سرائی اور ملازمت میں سرزد ہوئے ہیں۔

اِذْقَلَّدَانِيَ مَا تُخْشٰى عَوَاقِبُهٗ
كَاَنَّنِيْ بِهِمَا هَدْىٌ مِّنَ النَّعَمٖ

یعنی وجہ اس کی یہ ہے شعر اور ملازمت شاہی نے میری گردن میں ایک ایسے اَمر کو بطورِ قلادہ (گلے کا پٹہ) پہنا دیا ہے جس کے نتائج سے ڈرایا جاتا ہے گویا شعر اور ملازمتِ امراء نے مجھے قربانی کا جانور بنا رکھا ہے جو بالآخر ذبح کیا جاتا ہے۔

اَطَعْتُ غَيَّ الصِّبَافِي الْحَالَتَيْنِ وَمَا
حَصَّلْتُ اِلَّا عَلَى الْاٰثَامِ وَالنَّدَمِ

یعنی ہردو حالت (شعراور ملازمتِ شاہی) میں بچپن کے خیالاتِ فاسدہ (بُرے خیالات) کے تابع رہا اور میں نے گناہوں اور پشیمانی کے سوا کچھ حاصل نہ کیا۔

فَيَا خَسَارَةَ نَفْسِيْ فِيْ تِجَارَتِهَا
لَمْ تَشْتَرِ الدِّيْنَ بِالدُّنْيَا وَلَمْ تَسُمِ

یعنی اے میرے غمگسارو! میرے نفس کی تجارت کو تو دیکھو کہ اس نے نہ تو دنیا کے عوض (بدلے) میں دین خریدا اور نہ ان کے خریدنے کا ارادہ کیا۔

وَمَنْ يَّبِعْ اٰجِلًا مِّنْهُ بِعَاجِلِه
يَبِنْ لَّهُ الْغَبْنُ فِيْ بَيْعٍ وَّفِيْ سَلَمِ

یعنی جس شخص نے اپنی آخرت کو دنیا کے بدلے بیچ ڈالا تو کچھ شک نہیں کہ اس نے بیع (بیچنے) اور سلم (خریدنے) دونوں میں بڑا نقصان اُٹھایا ہے۔

اِنْ اٰتِ ذَنْبًا فَمَا عَهْدِيْ بِمُنْتَقِضٍ
مِّنَ النَّبِيِّ وَلَاحَبْلِيْ بِمُنْصَرِمِ

یعنی میں اگرچہ گناہ کا مرتکب ہوتا رہا ہوں پر میرا وہ تعلق جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے ہرگز قطع نہیں ہوسکتا اور نہ میری اُمید کی رسی کٹ سکتی ہے۔

فَاِنَّ لِيْ ذِمَّةً مِّنْهُ بِتَسْمِيَتِيْ
مُحَمَّدًا وَّهُوَاَوْفَى الْخَلْقِ بِالذِّمَمِ

یعنی کیونکہ میرا نام بھی محمد ہے سو اس ہمنامی کی وجہ سے آپ کا عہد و پیمان میری شفاعت کے لئے لازالایفار (لازمی) ہوگیا کیونکہ آپ تمام دنیا میں ایفائے عہد (وعدہ پورا کرنے) میں بڑھے ہوئے ہیں۔

اِنْ لَّمْ يَكُنْ فِيْ مَعَادِيْ اٰخِذًا بِيَدِيْ
فَضْلًا وَّاِلَّا فَقُلْ يَازَلَّةَ الْقَدَمِ

یعنی اگر آپ قیامت کے دن ازروئے مہربانی و پیمان (عہد) میری دستگیری نہ فرمائیں گے تو مجھے کہنا چاہیے کہ ہائے لغزش یعنی میری قسمت۔

حَاشَاهُ اَنْ يَّحْرِمَ الرَّاجِیْ مَكَارِمَهٗ
اَوْ يَرْجِعَ الْجَارُ مِنْهُ غَيْرَ مُحْتَرَمٖ

یعنی اگر آپ کی ذاتِ اقدس سے یہ بعید (ناممکن) ہے کہ آپ کے الطاف وکرم (کرم ونوازش) اُمیدوار کو محروم کریں یا آپ کے الطاف (نوازشوں) سے وہ محروم کیا جائے اور آپ کا پناہ گُزِیں (پناہ لینے والا) آپ کی درسگاہ سے بلا احترام واپس ہو۔

وَمُنْذُ اَلْزَمْتُ اَفْكَارِیْ مَدَآئِحَهٗ
وَجَدْتُّهٗ لِخَلَاصِیْ خَيْرَ مُلْتَزِمٖ

یعنی میں نے جب سے اپنے افکار (اشعار) کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت کے لئے لازم یا وقف کر دیا ہے تب سے میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی نجات کا بہترین معاون پایا۔

وَلَنْ يَّفُوْتَ الْغِنٰى مِنْهُ يَدًا تَرِبَتْ
اِنَّ الْحَيَايُنْبِتُ الْاَزْهَارَفِی الْاَكَمٖ

یعنی آپ کی فیاضی کسی خاک آلودہ (مٹی سے بھرے) ہاتھ کو نہیں چھوڑتی کیونکہ بارش ٹیلوں پر بھی پھول کھلایا کرتی ہے۔

وَلَمْ اُرِدْ زَهْرَةَ الدُّنْيَا الَّتِی اقْتَطَفَتْ
يَدَازُهَيْرٍ بِمَا اَثْنٰى عَلٰى هَرِمٖ

یعنی میں اس نعت سے دنیا کی اس مَتاع (فائدہ) کی جس کو زہیر بن ابی سلمیٰ (مشہور شاعر) کے ہاتھوں نے سنان بن ہرم کی تعریف سے حاصل کیا خواہش نہیں رکھتا۔

اَلْفَصْلُ الْعَاشِرُ فِیْ ذِكْرِالْمُنَاجَاتِ وَعَرْضِ الْحَاجَاتِ

فصل دھم: ﴿مناجات وحاجات﴾

يَآ اَكْرَمَ الْخَلْقِ مَالِیْ مَنْ اَلُوْذُبِهٖ
سِوَاكَ عِنْدَحُلُوْلِ الْحَادِثِ الْعَمَمٖ

یعنی اے اشرف المخلوقات سوائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بوقتِ نزولِ حادثاتِ عامہ کوئی ایسا نہیں ہے جس کے پاس میں جا کر پناہ لوں۔

غلیبیت سے خطاب کی طرف رجوع ہے جو زیادہ موثر ہوتا ہے جیسا کہ سورۃ میں ''اِيَّاكَ نَعْبُدُ''

وَلَنْ يَّضِيقَ رَسُوْلَ اللهِ جَاهُكَ بِیْ
اِذَالْكَرِيْمُ تَجَلّٰى بِاسْمِ مُنْتَقِمٖ

یعنی جب خداوندِ کریم قیامت کے دن منتقم (انتقام یا بدلہ لینے والے) کی صفت میں جلوہ گر ہوگا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم میری شفاعت کرنے میں آپ کا مرتبہ علیا (اُونچہ مرتبہ) وشانِ اعلیٰ کم نہیں ہوسکتا۔

فَاِنَّ مِنْ جُوْدِكَ الدُّنْيَا وَضَرَّتَهَا
وَمِنْ عُلُوْمِكَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمٖ

یعنی آپ کی ہی بخشش سے دنیا اور اس کی سوت (آخرت) معرضِ وجود میں آئیں اور لوح وقلم کا علم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کا ایک جزو ہے۔

يَانَفْسُ لَا تَقْنَطِىْ مِنْ زَلَّةٍ عَظُمَتْ
اِنَّ الْكَبَآئِرَ فِى الْغُفْرَانِ كَاللَّمَمٖ

یعنی اے نفس اس خیال سے کہ تیرے گناہ بڑے ہیں ناامید نہ ہو کیونکہ مغفرت کے لئے گناہ کبیرہ کیا اور صغیرہ کیا دونوں برابر ہیں۔

لَعَلَّ رَحْمَةَ رَبِّىْ حِيْنَ يَقْسِمُهَا
تَاْتِىْ عَلٰى حَسَبِ الْعِصْيَانِ فِى الْقِسَمٖ

یعنی اس میں شک نہیں ہے کہ جب خدا تعالیٰ اپنی رحمت کو تقسیم کرے گا تو رحمت گنہگاروں کے حصہ میں بقدرِ گناہ (زیادہ) آئے گی۔

يَارَبِّ وَاجْعَلْ رَجَآئِىْ غَيْرَ مُنْعَكِسٍ
لَّدَيْكَ وَاجْعَلْ حِسَابِىْ غَيْرَ مُنْخَرِمٖ

یعنی اے میرے خدا میری اُمید کو جو تجھ سے وابستہ ہے رَد نہ کر اور میرے یقین کو جو تیری رحمت کے متعلق ہے مُنْقَطِع (قطع ہونے والا) نہ فرما۔

وَالْطُفْ بِعَبْدِكَ فِي الدَّارَيْنِ اِنَّ لَهٗ
صَبْرًا مَّتٰى تَدْعُهُ الْاَهْوَالُ يَنْهَزِمِ

یعنی خدایا دونوں جہان میں اپنے بندہ پر مہربانی کر کیونکہ اس کا صبر ایسا کمزور ہوگیا ہے کہ جب مصیبتیں اس کو مقابلہ کے لئے بلاتی ہیں تو وہ تاب (مقابلہ) نہ لاکر بھاگنے لگتا ہے۔

وَائْذَنْ لِّسُحْبِ صَلٰوةٍ مِّنْكَ دَآئِمَةٍ
عَلَى النَّبِيِّ بِمُنْهَلٍّ وَّ مُنْسَجِمِ

یعنی خدایا اپنی دائمی رحمت کے بادلوں کو حکم دے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر وقت برستے رہیں۔

وَالْاٰلِ وَالصَّحْبِ ثُمَّ التَّابِعِيْنَ لَهُمْ
اَهْلِ التُّقٰى وَالنُّقٰى وَالْحِلْمِ وَالْكَرَمِ

یعنی خدایا حکم دے کہ رحمتِ دائی کے بادل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر، اصحاب پر اور تابعین (علیہم الرضوان) پر (جو پرہیزگار اور پاکباز اور صاحبِ علم وکرم تھے) برستے رہیں۔

ثُمَّ الرِّضَا عَنْ اَبِيْ بَكْرٍ وَّعَنْ عُمَرَ
وَعَنْ عَلِيٍّ وَّعَنْ عُثْمَانَ ذِى الْكَرَمِ

یعنی پھر راضی ہو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر سے اور حضرت علی اور حضرت عثمان سے کہ وہ صاحبِ کرم ہیں۔ (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین)

مَارَنَّحَتْ عَذَبَاتِ الْبَانِ رِيْحُ صَبًا
وَّاَطْرَبَ الْعِيْسَ حَادِى الْعِيْسِ بِالنَّغَمِ

یعنی بارانِ رحمتِ خدا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آل واصحاب اور تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین پر اُس وقت تک برستا رہے جب تک کہ بادِ صبا (صبح کی خوشگوار ہوا) درختوں کی ٹہنیوں کو ہلاتی رہے اور حدی خواں (شتربان) سواری کے اُونٹوں کو اپنے سریلے نغموں سے سرور میں لاتا رہے۔

فَاغْفِرْلَنَا شِدِهَا وَاغْفِرْلَقَا رِئِهَا
سَاَلْتُكَ الْخَيْرَ يَا ذَاالْجُوْدِوَالْكَرَمِ

یعنی پس مغفرت کر اس کے مصنف کی اور بخشش کر اس کے پڑھنے والے کی بے شک میرا تجھ سے یہی سوال ہے یا صاحبِ بخشش اور صاحبِ کریم۔

﴿مجربات قصیدہ از حضرت مولانا عبدالمالک رحمۃ اللّٰہ تعالیٰ علیہ﴾

قصیدہ بردہ شریف کے مجربات حضرت مولانا عبدالما لک (مشیرِ مال بہاولپور) اور حضرت مولانا نور بخش توکلی رحمہم اللہ تعالیٰ نے اپنی شروح میں درج فرمائے ہیں۔ فقیران کی شروح مبارکہ سے ہدیۂ ناظرین پیش کرتا ہے۔

شعر۱،۲،۳:۔ صوفیوں نے یہ لکھا ہے کہ ان ہر سہ (تینوں) اشعار کا خلاصہ ہے کہ اگر کوئی جانور سدھانے (چلنے) سے رام (بے حد فرمانبردار) نہ ہو تو ان شعروں کو چینی یا شیشے کے پیالے میں بارش کے پانی سے لکھ کر اس کو پلایا جائے تو وہ مطیع وفرمانبردار ہو جاتا ہے اور جس شخص کی زبان تقریر کرتے وقت رُکتی ہو ان اشعار کو ہرن کے چمڑے پر لکھ کر بازو پر باندھے وہ تقریر میں نہیں رکتا۔

شعر۵:۔ گیارہ دفعہ ہر نماز کے بعد پڑھنا غم واَلَم کو دور کرتا ہے۔

شعر۸:۔ اکیس مرتبہ ہر نماز کے بعد پڑھنے سے گمشدہ چیز مل جاتی ہے۔

شعر۱۱:۔ اس شعر کو سر کے اگلے حصہ پر پگڑی کے نیچے رکھنے سے شرِ اعداء (دُشمنوں کے شر) سے حفاظت ہوتی ہے۔

شعر۲۳:۔ ہر نماز کے بعد گیارہ دفعہ پڑھنے سے علم اور تقریر کا ملکہ (علم وہنر) حاصل ہوتا ہے۔

شعر۲۳،۲۴:۔ ان ہر دو شعروں کو بعد نمازِ جمعہ گیارہ دفعہ پڑھنے سے گناہوں سے حفاظت رہتی ہے۔

شعر۳۶:۔ مشائخ علیہم الرحمہ سے روایت ہے کہ یہ شعر مقبول اور مستجاب ہے جس کو حاجت دنیا اور آخرت کی ہو اس شعر کو ایک ہزار ایک دفعہ ایک ہی جگہ بیٹھ کر پڑھے اور درمیان میں بات چیت نہ کرے انشاء اللہ ضرور اس کی حاجت پوری ہوگی۔

شعر۳۹:۔ یہ شعر ہر حاجت کے انجام کے لئے نماز کے بعد پانچ دفعہ پڑھنا چاہیے۔

شعر۴۶:۔ یہ شعر اگر قریب الموت مریض کے پاس پڑھا جائے تو وہ سَکَرات الموت (موت کی تکلیف) سے نجات پاتا ہے اور نیز شفاء کے لئے زعفران سے لکھ کر مریض کے گلے میں ڈالا جائے۔

شعر۶۰:۔ اس شعر کو چاندی کے تعویذ میں بچے کے گلے میں ڈالنا اس کو سعادت مند کرتا ہے۔

شعر۶۷:۔ اس شعر کا تعویذ لکھ کر صندوق میں رکھنا مال کو غیروں کے دستبرد (ظُلم) سے محفوظ رکھتا ہے۔

شعر۷۱:۔ اگر جنگل میں خطرہ لاحق ہو تو اس شعر کو سات مرتبہ پڑھے اور اپنے گرد زمین پر لکیر کھینچے درندہ حملہ نہیں کرسکتا۔

شعر۷۲:۔ یہ شعر پانچ سنگریزوں (کنکریوں) پر پڑھ کی دشمن کی طرف پھینکنا بشرطیکہ وہ بے دین ہو اس کے ناجائز حملے کو روکتا ہے۔

شعر۷۵:۔اس شعر کو عام لوگ پڑھیں تو خدا تعالٰی بارش فرماتا ہے۔

شعر۸۰:۔اس شعر کو اکتالیس مرتبہ اکتالیس دن تک پڑھنے سے مصیبت رفع ہو جاتی ہے۔

شعر۸۱:۔اگر کوئی سفر پر جائے تو پہلا مصرع لکھ کر گھر میں رکھے اور دوسرا ہمراہ لے جائے تو سفر سے بالخیر واپس آئے گا نیز اس کا تعویذ بازو پر باندھنا فتح مند کرتا ہے۔

شعر۸۲:۔نماز کے بعد ہمیشہ پانچ دفعہ پڑھنے سے انسان تنگ دستی سے محفوظ رہتا ہے۔

شعر۸۷:۔اس شعر کو ایک سو ایک دفعہ ایک جماعت کا پڑھنا قحط کو دور کرتا ہے مگر ہر ایک فرد پر۔

شعر۹۷:۔مذاہبِ باطلہ کے مباحثہ کے وقت گیارہ دفعہ پڑھ کر جانا باطل کو مغلوب کرتا ہے۔

شعر۱۰۱:۔یہ شعر ہر ایک تَپ (بخار) کے لئے مفید ہے خصوصاً تَپِ مُحرِق [۱] کے لئے۔

شعر۱۱۶:۔اس شعر کو ہمیشہ نماز کے بعد تین مرتبہ پڑھنا جائز ملازمتوں کے حصول کے لئے مفید ہے۔

شعر۱۳۳:۔اس شعر کا پڑھنا دشمنوں کے مقابلہ میں کامیاب کرتا ہے۔

شعر۱۳۹:۔اس شعر کا رَبط (وابستگی) بظاہر ان اشعار سے زیادہ موزوں معلوم ہوتا ہے جہاں قرآن مجید کے اِعجاز (حیرت انگیز بات) کا ذکر آچکا ہے اس شعر کے پڑھنے سے مناظرے میں مخالفین پر فتح ہوتی ہے۔

شعر۱۴۵:۔جائز تجارت کے لئے اس شعر کا ایک دفعہ پڑھنا (ہر نماز کے بعد) تاجر کو خرید و فروخت میں نفع دیتا ہے۔

شعر۱۴۶:۔بیمار شخص کے لئے اس کا ہر وقت وِرد رکھنا بیماری سے شفاء دیتا ہے۔

شعر۱۵۰:۔اس شعر کا وظیفہ ملزم قیدی کو قید سے رہائی دیتا ہے۔

شعر۱۵۱:۔اس شعر کو لکھ کر سب سے بلند درخت پر باندھنا باغ کو سرسبز رکھتا ہے۔

شعر۱۵۳:۔اگر ایک لاکھ ایک دفعہ یہ شعر اُن علماء کو جمع کر کے جو صحیح تلفظ سے پڑھتے ہوں پڑھایا جائے تو ہر ایک مصیبت رفع ہوتی ہے۔

شعر۱۵۵:۔طالب علم کے لئے اس شعر کو باوضو گیارہ دفعہ پڑھ کر امتحان میں بیٹھنا کامیاب کرتا ہے۔

شعر۱۵۸:۔جو شخص کسی عہدے یا منصبِ جائز کا اُمیدوار ہو تو اس شعر کو ہر نماز کے بعد پانچ دفعہ پڑھے۔

شعر۱۵۹:۔اس شعر کو ہر نماز کے بعد پانچ مرتبہ پڑھنا اَندوہ (رَنج) و مصیبت کے واسطے باعثِ تسکین ہوتا ہے۔

---

[۱] (وہ بخار جس میں شِدَّتِ بخار کی وجہ سے جسم بُری طرح پھنکنے لگے۔ انگریزی میں Typhoid)

﴿مجربات از مولانا نور بخش توکلی رحمۃ اللّٰہ تعالیٰ علیہ﴾

شعر۲۰:۔ محلِ اِجابَتْ (دعا کی قبولیت کا باعث) ہے۔اس بیت کوتین بار پڑھے بعدازاں یوں دعا مانگے

اَللّٰهُمَّ یَامَنْ اِذَاْ سُئِلَ اَعْطٰی وَاِذَادُعِیَ اَجَابَ اَسْئَلُكَ بِاِسْمِكَ الْعَظِیْمِ اَنْ یُقْضٰی حَاجَتِیْ
رَبَّنَااٰتِنَا فِی الدُّ نْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ

شعر۲۹:۔ محلِ اجابت (دعا کی قبولیت کا باعث) ہے اس بیت کو کھڑے ہوکر تین بار پڑھے اوردس بار درود بھیجے پھر سرسجدے میں رکھ کراللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت طلب کرے انشاءاللہ مستجاب ہو۔

شعر۳۴:۔ محلِ اجابت (دعا کی قبولیت کا باعث) ہے تین بار پڑھے پھر گیارہ بار کہے

"اَلْمُسْتَغَاثُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ"

بعدازاں یوں دعا مانگے

اَللّٰهُمَّ مَاکَانَ لِیْ خَیْرٌ فِیْ دِیْنِیْ وَدُنْیَایَ فَافْتَحْ اَبْوَابَهٗ وَیَسِّرْ عَلَیَّ اَسْبَابَهٗ وَمَاکَانَ شَرّاً فِیْ دِیْنِیْ وَدُنْیَایَ فَاغْلِقْ اَبْوَابَهٗ وَعَسِّرْعَلَیَّ اَسْبَابَهٗ فَاِنَّكَ تَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ بِرَحْمَتِكَ یَااَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ

شعر۵۲:۔ محلِ اجابت (دعا کی قبولیت کا باعث) ہے تین بار پڑھے پھر یہ درودِخمسہ پڑھے

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ مَنْ لَمْ یُصَلِّ عَلَیْهِ وَصَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَاتُحِبُّ وَتَرْضٰی اَنْ یُّصَلّٰی عَلَیْهِ وَصَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَایَنْبَغِیْ الصَّلٰوةُ عَلَیْهِ وَصَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَااَمَرْتَنَا بِالصَّلٰوةِ عَلَیْهِ

بعدازاں تین بار یہ بیت پڑھے

محمد عربی کہ آبروئے ہر دو سرا است
کسے کہ خاک درش نیست خاک بر سر او

ترجمہ:محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دونوں جہانوں کی آبرو ہیں جوآپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے درِاقدس کی مٹی نہیں بنتا اُس کے سرپرمٹی ہو یعنی ذلیل وخوار ہو۔

شعر۳۶:۔ محلِ اجابت (دعا کی قبولیت کا باعث) ہے تین بار پڑھے اس کے بعد دعا مانگے

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْکَسَلِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ غَلَبَةِ

الدَّیْنِ وَقَھْرِ الرِّجَالِ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مَحْبُوْبًا دَائِمًا فِیْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَبَلِّغْنِیْ وَیَسِّرْلِیْ عُمْرِیْ اِلٰی مِائَةِ وَعِشْرِیْنَ سَنَةً مِنْ غَیْرِ ضُعْفٍ وَّعِلَّةٍ وَّفقرٍ وَّفَاقَةٍ فَاللّٰہ خَیْرٌ حَافِظًاوَھُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْن

شعر۴۶:۔محلِ اجابت (دعا کی قبولیت کا باعث) ہے تین بار پڑھے بعدازاں درودِ خمسہ اور تین بار بیتِ مذکور فارسی پڑھے۔

شعر۵۱:۔محلِ اجابت (دعا کی قبولیت کا باعث) ہے تین بار پڑھے۔

شعر۵۲:۔محلِ اجابت (دعا کی قبولیت کا باعث) ہے تین بار پڑھے بعدازاں یہ دعا اور آیۃ الکرسی پڑھے

یَاحَافِظَ یَاحَافِظَ الذِّکْرِ اِحْفِظْنَابِمَاحَفِظْتَ بِہِ الذِّکْرَفَاِنَّكَ قُلْتَ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَ اِنَّا لَہ لَحٰفِظُوْنَoاَللّٰھُمَّ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیمِ اِحْفِظْنَا مِنْ ھٰذا السُّلْطَانِ وَاَتْبَاعِہٖ وَاَعوانِہٖ عَزَّجَارُكَ وَجَلَّ ثَنَآءُكَ وَلَآاِلٰهَ غَیْرُكَ۔

شعر۸۱:۔محلِ اجابت (دعا کی قبولیت کا باعث) ہے تین بار پڑھے۔

شعر۸۲:۔محلِ اجابت (دعا کی قبولیت کا باعث) ہے تین بار پڑھے۔

شعر۸۵:۔محلِ اجابت (دعا کی قبولیت کا باعث) ہے تین بار پڑھے پھر کہے

"اَلْمُسْتَغَاثُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ"

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُكَ رِزْقًا وَاسِعًا طَیِّبًا مُبَارَكًا مِنْ غَیْرِ کَدٍّ وَّعَمَلًا مقبولًا مِنْ غَیْرِ رَدٍّ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فَضْحِ الْفَقْرِ وَالدَّیْنِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِاسْمِكَ الْعَزِیْزِ الْمُقَدَّسِ الْمُبَارَكِ الْمَیْمُوْنِ اَنْ تُصَلِّی عَلٰی سَیِّدنا مُحَمَّدٍوَّاَنْ تَغْفِرَلِیْ ذُنُوْبِی کُلَّھَا وَ تَقْضِیَ حَاجَتِیْ وَ تَنْصُرَ عَلٰی اَعْدَائِیْ وَتَفْتَحَ لِیْ اَبْوَابَ خَیْرِكَ مَنَ

الرَّحْمَةِ وَالدَّوْلَةِ وَالسَّعَادَةِ وَالسَّلامَةِ وَالصِّحَّةِ وَالْعِزَّةِ وَالْنِعْمَةِ وَالْفُتُوحِ وَالْکَسْبِ وَالجَنَّةِ وَتَعْصِمَنِیْ مِنْ کُلِّ ھَمٍّ وَّغَمٍّ وَّ حُزْنٍ وَّاَلَمٍ وَّ مَرَضٍ وَّخوفٍ وَّ جُوْعٍ وَّ تَعْصِمَ عَنِّیْ کُلَّ حَاسِدٍ وَّ ظَالِمٍ وَّنَمَّامٍ وَغَمَّازٍ وَّجَبَّارٍوَّ قَھَارٍ وَّعَاھَةٍ وَّاٰفَةٍ وَّحَاجَةٍ وَّبَلَاءٍ وَّ وَبَاءٍ وَّجَمِیْعِ مِحْنَةٍ وَّعِلَّةٍ وَّشِدَّةٍ وَّ بَلِیَّةٍ صُورِیَّةٍ وَ مَعْنَوِیَّةٍ یَاسُبُّوْحُ یَاقُدُّوْسُ یَارَبَّ الْمَلٰئِکَةِ وَالرُّوْحِ بِرَحْمَتِكَ یَااَرْحَمَ الرّٰحِمِیْن

شعر۱۰۶:۔محلِ اجابت (دعا کی قبولیت کا باعث) ہے تین بار پڑھیں۔

شعر۱۰۷:۔محلِ اجابت (دعا کی قبولیت کا باعث) ہے تین بار پڑھیں۔

شعر۱۰۸:۔محلِ اجابت (دعا کی قبولیت کا باعث) ہے تین بار پڑھیں۔

شعر۱۳۶:۔محلِ اجابت (دعا کی قبولیت کا باعث) ہے تین بار پڑھیں۔

شعر۱۵۳:۔محلِ اجابت (دعا کی قبولیت کا باعث) ہے تین بار پڑھیں۔بعدازاں یہ دعا مانگے

اَللّٰھُمَّ اُحْرُسْنَابِعَیْنِكَ الَّتِی لَاتَنَامُ وَاَکْنُفْنَا بِرُکْنِك الَّذِی لَایُرَامُ اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَامِنْ بَیْنَ اَیْدِیْنَا وَمِنْ خَلْفِنَا وَعَنْ اَیْمَانِنَاوَعَنْ شَمَائِلِنَا وَعَنْ فَوْقِ رُؤُسِنَا وَمِنْ تَحْتِ اَقْدَامِنَا حِفْظًا عَامًا مِنْ کُلِّ الْمَعَاصِیْ و الآفَاتِ وَالبَلِیَّاتِ وَمِنْ شَرِّ کُلِّ ذِیْ شَرٍّ بِرَحْمَتِكَ یَااَرْحَمَ الرّٰحِمِیْن ط

شعر۱۵۴:۔محلِ اجابت (دعا کی قبولیت کا باعث) ہے تین بار پڑھیں۔بعدازاں یہ دعا مانگے

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُكَ الرَّاحَةَ عِنْدَالْمَوْتِ وَالعَفْوَ عِنْدَالْحَیَاتِ اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوْذُ بِك مِنْ شَرِّ مَایَلِجُ فِی الْاَرْضِ وَیَخْرُجُ مِنْھَا وَیَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَ یَعْرُجُ فِیْھَا وَھُوَالرَّحِیْمُ الْغَفُوْرُ۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِی فِیْ عَیْنِی صَغِیْرًا وَفِیْ اَعْیُنَ النَّاسِ کَبِیْرًا کَیْ نُسَبِّحَكَ کَثِیْراً وَنَذْکُرَكَ کَثِیْرًا اِنَّكَ کُنْتَ بِنَابَصِیْرًاط

شعر۱۶۴:۔محلِ اجابت (دعا کی قبولیت کا باعث) ہے تین بار پڑھیں۔بعدازاں یہ دعا مانگے

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوْذُ بِكَ مِنْ ذَھَابِ الدَّوْلَةِ وَ النِّعْمَةِ وَتَھْوِیْلِ الْعَاقِبَةِ وَغَلَبَةِ الشَّقَاوَةِ وبُعْدِ السَّعَادَةِ وَاَسْئَلُكَ الْاَمْنَ وَالْاَمَانَ وَالْاِیْمَانَ وَالْعَفْوَ وَالمُعَافَاةِ فِی الدُّنْیَا وَالآخِرَةِ بِرَحْمَتِكَ یَااَرْحَمَ الرَّحِمِیْنَ ط

ھذا آخر ما رقمه قلم

الفقیر القادری ابی الصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

۲۳ رجب المرجب ۱۴۱۵ھ

فصلی اللّٰہ تعالٰی علٰی حبیبهٖ الکریم الامین

وعلٰی آلهٖ واصحابهٖ وحزبهٖ اجمعین

منقبت حضور فیضِ ملت

از

حضرت علامہ مولانا سید وجاہت رسول قادری دامت برکاتہم العالیہ

(صدر ادارہ تحقیقاتِ امام احمد رضا)

رہبرِ راہِ شریعت فیضِ ملت آپ ہیں
قدوۂ راہِ طریقت فیضِ ملت آپ ہیں

مفتیِٔ اعظم کی دستارِ فضیلت باندھ کر
نائبِ تاجِ شریعت فیضِ ملت آپ ہیں

سایۂ علمِ حقیقی ذات دیکھی انتخاب
ناشرِ علمِ شریعت فیضِ ملت آپ ہیں

علم کے دریا بہائے جوشِ تحریر سے
گنج بخش اعلیٰ حضرت فیضِ ملت آپ ہیں

سر درِ احمد پہ رکھا ہو گئے سردار آپ
احمدِ نوری کی حُجت فیضِ ملت آپ ہیں

ہم تہی دامانِ ملت کو وراثت میں دیئے
گنج ہائے علم و حکمت فیضِ ملت آپ ہیں